بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ　وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

✿ جلد 75　شمارہ 23 ✿　✿17 ذوالحجّہ 48 - 1447 ہجری قمری ✿04 احسان 1405 ہجری شمسی ✿ 04 جون 2026ء (www.akhbarbadr.in)

ارشاد باری تعالیٰ

قرآن مجید سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت دیتا ہے

یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ قَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمۡ کَثِیۡرًا مِّمَّا کُنۡتُمۡ تُخۡفُوۡنَ مِنَ الۡکِتٰبِ وَیَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ ؕ قَدۡ جَآءَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۶﴾ یَّہۡدِیۡ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ بِاِذۡنِہٖ وَیَہۡدِیۡہِمۡ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۱۷﴾ (سورہ المائدۃ:16-17)

اے اہلِ کتاب! یقیناً تمہارے پاس ہمارا وہ رسول آچکا ہے جو تمہارے سامنے بہت سی باتیں جو تم (اپنی) کتاب میں سے چُھپایا کرتے تھے خوب کھول کر بیان کررہا ہے اور بہت سی ایسی ہیں جن سے وہ صرفِ نظر کررہا ہے۔ یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آچکا ہے اور ایک روشن کتاب بھی۔

اللہ اس کے ذریعہ انہیں جو اس کی رضا کی پیروی کریں سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت دیتا ہے اور اپنے اِذن سے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور انہیں صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اسلام کا عالمگیر پیغامِ مساوات واخوت

عَنْ اَبِیْ نَضْرَۃَ حَدَّثَنِیْ مَنْ سَمِعَ خُطْبَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ وَسْطِ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اَبَاکُمْ وَاحِدٌ ، اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی اَبَلَّغْتُ ؟ قَالُوْا بَلَّغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. ثُمَّ قَالَ : اَیُّ یَوْمٍ ھٰذَا ؟ قَالُوْا : یَوْمٌ حَرَامٌ ، قَالَ : اَیُّ شَھْرٍ ھٰذَا ؟ قَالُوْا : شَھْرٌ حَرَامٌ ، قَالَ : ثُمَّ اَیُّ بَلَدٍ ھٰذَا ؟ قَالُوْا: بَلَدٌ حَرَامٌ ، قَالَ : فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ حَرَّمَ بَیْنَکُمْ دِمَاءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ ، قَالَ : وَلَا اَدْرِیْ ,قَالَ اَوْ بَلَدَکُمْ ھٰذَا ۔ اَبَلَّغْتُ ؟ قَالُوْا : بَلَّغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : لِیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ۔

(مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۴۱۱ مسند احمد جلد ا صفحہ ۲۳۰ عن ابن عباسؓ)

ابونضرہؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے بتایا جس نے حضور کا وہ خطبہ حجّۃ الوداع سُنا جو آپؐ نے ایام مِنٰی میں دیا تھا۔ کہ آپ نے اپنے اس خطبہ میں فرمایا اے لوگو! تمہارا خدا ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک ہے یاد رکھو کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر اور کسی سُرخ وسفید رنگ والے کو کسی سیاہ رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو کسی سرخ وسفید رنگ والے پر کسی طرح کی کوئی فضیلت نہیں۔ ہاں تقویٰ اور صلاحیت وجہ ترجیح اور فضیلت ہے۔ کیا میں نے یہ اہم پیغام پہنچادیا لوگوں نے (بلند آواز سے) عرض کیا ہاں اللہ کے رسول نے یہ پیغامِ حق اچھی طرح پہنچادیا پھر آپؐ نے فریایہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے جواب دیا (ایّام حج کا) بڑا محترم دن ہے۔ پھر آپؐ نے پوچھا یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے جواب دیا یہ (ذوالحجہ کا) بڑا محترم مہینہ ہے۔ پھر پوچھا یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے جواب دیا۔ یہ (مکّہ کا) بڑا محترم شہر ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ تمہاری جانیں تمہارے اموال (راوی کو یاد نہیں کہ آپؐ نے آبرو کا ذکر بھی فرمایا یا نہیں) اسی طرح قابلِ عزّت اور حُرمت والے ہیں جس طرح یہ دن یہ مہینہ اور یہ شہر حُرمت والے ہیں (یعنی جس طرح ان کی بے حُرمتی کا تم خیال بھی نہیں کرسکتے اسی طرح لوگوں کی جانوں اور ان کے مالوں اور ان کی آبروؤں کی بے حرمتی بھی ناجائز ہے۔) پھر آپؐ نے پوچھا۔ کیا میں نے یہ اہم پیغام پہنچادیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں اللہ کے رسول نے سب کچھ پہنچادیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جو موجود ہیں وہ ان تک بھی اس پیغام کو پہنچادیں جو یہاں موجود نہیں۔

⁂

تبرکات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

خدا تعالیٰ کے حضور قومیت پر کوئی نظر نہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سے زیادہ بزرگی رکھنے والا وہی ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ یہ بالکل جھوٹی باتیں ہیں کہ میں سید ہوں یا مغل ہوں یا پٹھان اور شیخ ہوں۔ اگر بڑی قومیت پر فخر کرتا ہے تو یہ فخر فضول ہے۔ مرنے کے بعد سب قومیں جاتی رہتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے حضور قومیت پر کوئی نظر نہیں اور کوئی شخص محض اعلیٰ خاندان میں سے ہونے کی وجہ سے نجات نہیں پاسکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو کہا کہ اے فاطمہ! تو اس بات پر ناز نہ کر کہ تو پیغمبر زادی ہے۔ خدا کے نزدیک قومیت کا لحاظ نہیں۔ وہاں جو مدارج ملتے ہیں وہ تقویٰ کے لحاظ سے ملتے ہیں۔ یہ قومیں اور قبائل دنیا کا عرف اور انتظام ہیں۔ خدا تعالیٰ سے اُن کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی محبت تقوی سے پیدا ہوتی ہے اور تقوی ہی مدارج عالیہ کا باعث ہوتا ہے۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۷/ ۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

⁂

دیباچہ تفسیر القرآن سے اقتباس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عیسائی قبیلہ کو مسجد میں عبادت کی اجازت دی

سیّدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ حضرت بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مذہبی رواداری کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’آپ مذہبی رواداری پر نہایت زور دیتے تھے اور خود بھی اعلیٰ درجہ کا نمونہ اِس بارہ میں دکھاتے تھے۔ یمن کا ایک عیسائی قبیلہ آپ سے مذہبی تبادلہ خیال کرنے کے لئے آیا۔ جس میں اُن کے بڑے بڑے پادری بھی تھے۔ مسجد میں بیٹھ کر گفتگو شروع ہوئی اور گفتگو لمبی ہوگئی۔ اِس پر اِس قافلہ کے پادری نے کہا اب ہماری نماز کا وقت ہے ہم باہر جاکر اپنی نماز ادا کر آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باہر جانے کی کیا ضرورت ہے ہماری مسجد میں ہی اپنی نماز ادا کرلیں۔ آخر ہماری مسجد خدا کے ذکر ہی کے لئے بنائی گئی ہے۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 404)

⁂

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیروعافیت ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 29 مئی 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو۔کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

یاد رہے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ یکم اپریل 2026ء سے 5:30 PM پر نشر ہو رہا ہے۔ احباب اس کے مطابق خطبہ جمعہ حضور انور سُننے اور سُنانے کا انتظام فرمائیں۔ (ادارہ)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

حضور انور کا امن و انصاف اور باہمی احترام کا مستقل پیغام پوری دنیا میں اثر انداز ہو رہا ہے

GREG STAFFORD MP

جماعت احمدیہ برطانیہ کا 19واں پیس سمپوزیم منعقدہ 16 مئی 2026

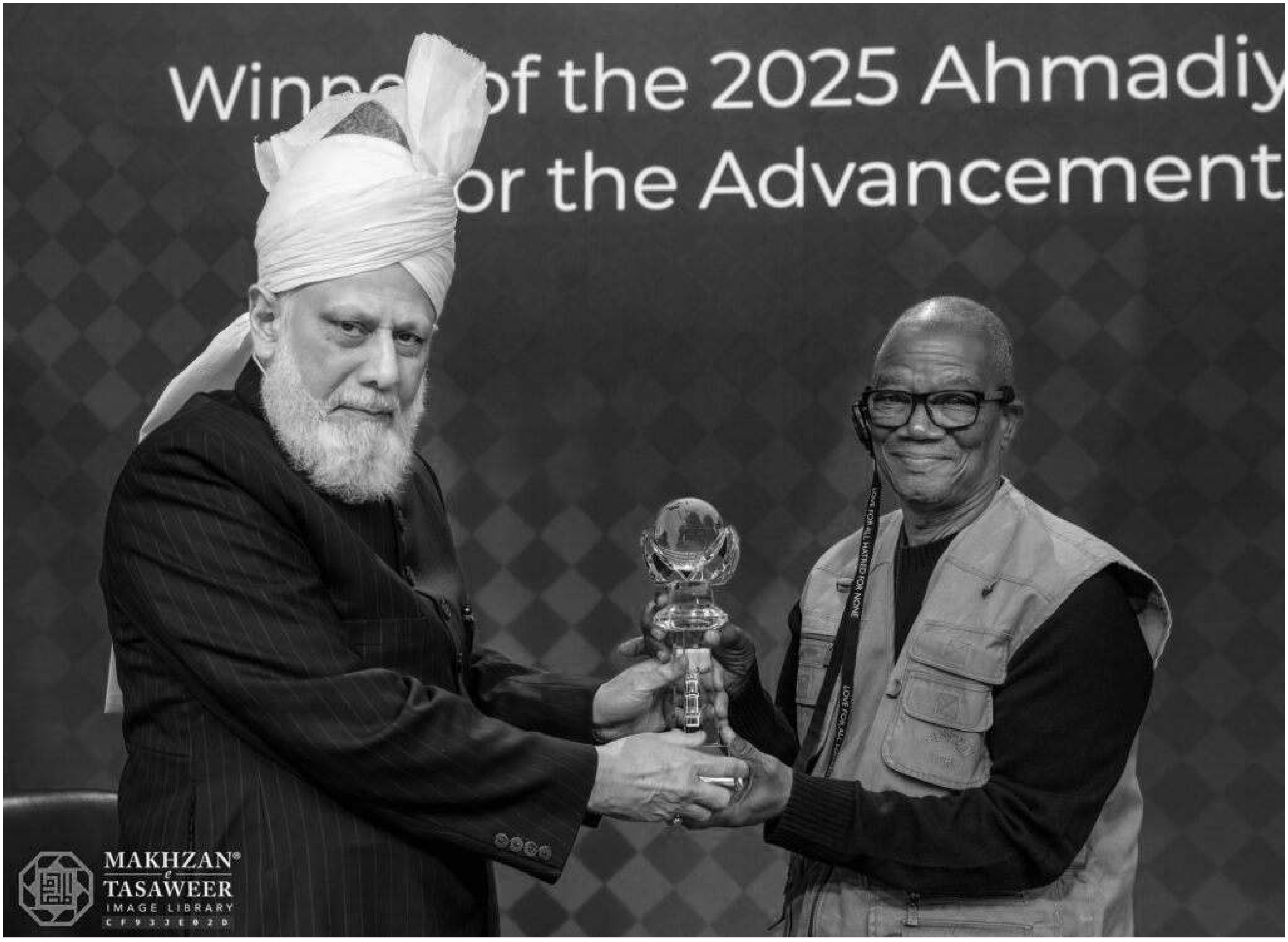

جماعت احمدیہ برطانیہ کا 19 واں پیس سمپوزیم جو کہ 16 مئی 2026ء کو ایوان مسرور اسلام آباد میں منعقد ہوا تھا اور جس میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنفس نفیس شریک ہوئے تھے اور آپ نے اپنے بصیرت افروز خطاب سے سامعین کو نوازا تھا۔ حضور اقدس کے خطاب کا خلاصہ گزشتہ اشاعت میں پیش کیا جا چکا ہے۔ شمارہ ہذا میں پیس سمپوزیم کی بقیہ رپورٹ الفضل انٹرنیشنل 24 مئی 2026ء کے شکریہ کے ساتھ پیش ہے۔ زیر نظر تصویر میں حضور انور Gregoire Ahongbonon کو احمدیہ امن انعام سے نوازتے ہوئے۔

۲۰۲۵ء کے لیے بینن افریقہ کے Gregoire Ahongbonon احمدیہ امن انعام کے حقدار قرار پائے۔ انہیں یہ انعام مغربی افریقہ میں ذہنی امراض میں مبتلا افراد کی دیکھ بھال کے نظام میں انقلابی تبدیلیاں لانے کی کاوشوں کے اعتراف میں دیا گیا۔ موصوف کی کاوشوں کے حوالے سے ایک مختصر ویڈیو بھی دکھائی گئی جس کے بعد انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک سے انعام اور دس ہزار پاؤنڈ کا انعامی چیک وصول کیا۔ بعدازاں موصوف منبر پر تشریف لائے اور فرنچ زبان میں مخاطب ہوئے جس کا رواں انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ موصوف نے انعام وصول کرنے پر انتہائی شکر گزاری کا اظہار کیا اور مغربی افریقہ میں ذہنی مریضوں کی مشکلات کا تذکرہ کیا۔ آخر پر موصوف نے حضورِ انور اور جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا۔

استقبالیہ تقریر و معززین کے مختصر خطابات

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب سے قبل مکرم امیر صاحب یوکے نے استقبالیہ تقریر کی جبکہ بعض دیگر معزز مہمانان کرام نے مختصراً تقاریر کیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

استقبالیہ تقریر از محترم رفیق احمد حیات صاحب

(امیر جماعت احمدیہ یوکے)

مکرم امیر صاحب نے سب کو خوش آمدید کہنے کے بعد کہا کہ آج یہاں مختلف شعبہ ہائے زندگی اور ادارہ جات سے تعلق رکھنے والے احباب اکٹھے ہوئے ہیں۔ اگر دنیا میں دیرپا امن قائم کرنا چاہتے ہیں تو سب کو مل کر اتحاد، ہم آہنگی اور باہمی احترام کو فروغ دینا ہوگا۔

اس وقت دنیا ایک نہایت نازک اور خطرناک دَور سے گزر رہی ہے۔ دنیا کے کئی علاقوں میں بے چینی اور تنازعات پائے جاتے ہیں۔ بچے جانیں گنوا رہے ہیں اور قومیں ایک دوسرے کے ساتھ اختلافات اور کشمکش میں مبتلا ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے برطانیہ کی پارلیمنٹ، یورپین پارلیمنٹ، واشنگٹن ڈی سی میں کیپیٹل ہل، کینیڈین پارلیمنٹ، ڈچ پارلیمنٹ اور نیوزی لینڈ کی پارلیمنٹ سمیت دنیا کے کئی اہم فورمز پر امن و انصاف کے حوالے سے خطابات ارشاد فرمائے ہیں۔

اسی طرح حضورِ انور نے دنیا کے راہنماؤں کو ذاتی طور پر خطوط بھی تحریر فرمائے ہیں جن میں انہیں انصاف قائم کرنے کی تلقین کی ہے تاکہ دنیا مزید تباہی کی طرف نہ بڑھے۔

آج کے اس پُرخطر دور میں جہاں بے یقینی اور خوف بڑھتا جا رہا ہے حضورِ انور کا امن، ہم آہنگی اور انصاف کا پیغام پہلے سے کہیں زیادہ اہم اور فوری توجہ کا متقاضی ہے۔

خواتین و حضرات! تاریخ ہمیں یہ سبق دیتی ہے، اور حضورِ انور بار بار ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ پائیدار امن طاقت کے ذریعے قائم نہیں کیا جا سکتا بلکہ حقیقی اور دیرپا امن صرف انصاف، دیانت اور باہمی احترام کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

اگر ہم ایک پُرامن دنیا دیکھنا چاہتے ہیں تو انصاف کو تمام لوگوں اور تمام اقوام کے لیے یکساں طور پر نافذ ہونا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ انسانیت کو امن، انصاف اور مفاہمت کی راہ دکھائے۔ آمین۔

Greg Stafford MP

for Farnham and Bordon

میرے لیے یہ خوشی کی بات ہے کہ میں نیشنل پیس سمپوزیم میں آپ کے ساتھ شریک ہوں اور برطانیہ بلکہ دنیا

بھر سے آنے والے مہمانوں کو اپنے حلقۂ انتخاب میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ اس سال کے سمپوزیم کا موضوع ’’کامل عالمی انصاف: حقیقی امن کی بنیاد‘‘ اس سے زیادہ بروقت نہیں ہوسکتا تھا۔ ایسے وقت میں جب دنیا پہلے سے زیادہ تقسیم، بے یقینی اور اضطراب کا شکار محسوس ہوتی ہے، اس طرح کے اجتماعات بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ مقامی رکنِ پارلیمنٹ ہونے کے ناطے اور جماعت احمدیہ مسلمہ کے لیے قائم آل پارٹی پارلیمانی گروپ کے سیکرٹری کی حیثیت سے، مجھے یہ موقع ملا ہے کہ میں خود دیکھ سکوں کہ یہ جماعت بالخصوص مقامی سطح پر کتنی عظیم خدمات انجام دے رہی ہے۔ جو بات ہمیشہ مجھے متاثر کرتی ہے، وہ یہ ہے کہ یہاں امن کو محض ایک نظریاتی تصوّر یا نعرہ نہیں سمجھا جاتا، بلکہ اسے عملی طور پر قائم کیا جاتا ہے۔ خدمت، خیرات اور لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لانا یہی وہ عملی طریقے ہیں جن کے ذریعے یہ جماعت امن کو فروغ دیتی ہے۔

موصوف نے کہا کہ امن کی بنیاد اس بات میں پوشیدہ ہے کہ ہم روزمرّہ زندگی میں ایک دوسرے کے ساتھ کیسے رہتے ہیں۔ اگر ہم اپنے مقامی لوگوں میں امن کو برقرار نہیں رکھ سکتے تو عالمی سطح پر امن کے لیے کوششوں کی زیادہ اہمیت باقی نہیں رہتی۔ پائیدار امن صرف ایک دوسرے کے ساتھ رہ لینے سے قائم نہیں ہوتا بلکہ مسلسل تعلقات اور باہمی سمجھ بوجھ کے ذریعے پروان چڑھتا ہے۔ میں خاص طور پر حضورِ انور کا ذکر کرنا چاہوں گا جن کا امن، انصاف اور باہمی احترام کا مستقل پیغام اس جماعت سے کہیں آگے پوری دنیا میں اثر انداز ہوا ہے۔

Sir Ed Davey MP. Hon.Rt

موصوف نے کہا کہ میرے لیے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ مجھے ایک اور پیس سمپوزیم میں مدعو کیا گیا۔ میں تمام مہمانوں کی جانب سے شکریہ ادا کرتا ہوں میں اپنے ملک میں کسی اَور ایسی جماعت کو نہیں جانتا جو اس قدر تسلسل اور مستقل مزاجی کے ساتھ امن کی آواز بلند کرتی ہو اور تمام مذاہب بلکہ لا مذہب افراد کو بھی ایک جگہ جمع کرتی ہو تا کہ وہ باہم گفتگو ہو سکے جو ہمارے لیے بھی اور دیگر ممالک کے درمیان بھی امن کے قیام کے لیے نہایت ضروری ہے۔ حضورِ انور ایک عالمی راہنما کے طور پر وہ شخصیت ہیں جو سب سے زیادہ امن کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔

Seema Malhotra

MP for Feltham and Heston

موصوفہ نے کہا کہ تنازعات کو روکنے اور ایک زیادہ خوشحال اور پُرامن معاشرہ قائم کرنے کے لیے ہم دیکھتے ہیں کہ سماجی تنظیمیں، مذہبی جماعتیں اور شہری راہنما سب ایک نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں تا کہ لوگوں اور برادریوں کے درمیان باہمی سمجھ بوجھ کو فروغ دیا جاسکے اور لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لایا جاسکے۔

اسی لیے میں جماعتِ احمدیہ کی خدمات اور اس سلسلے میں حضورِ انور کی قیادت کو سراہتی ہوں، جسے میں نے گذشتہ برسوں میں قریب سے دیکھا ہے۔ امن، انصاف اور انسانی وقار کے لیے آپ کی مسلسل آواز دنیا بھر کے لوگوں کے دلوں میں گونجتی رہی ہے۔

ہم نے یوکرائن اور غزہ میں جنگ کی ہولناکیاں دیکھی ہیں۔ ہم نے بڑھتی ہوئی کشیدگی دیکھی ہے اور حال ہی میں ایران کے تنازع کو بھی دیکھا ہے۔ ہم نہ تو یہ اجازت دے سکتے ہیں اور نہ ہی دینی چاہیے کہ جنگ ہماری نسل کی پہچان بن جائے، بلکہ اس کے برعکس ہماری میراث امن ہونی چاہیے۔

آج کی تقریب میں مدعو کرنے نیز انسانیت کی خدمت اور پائیدار امن کے قیام کے لیے آپ کی تمام تر کاوشوں پر ایک بار پھر شکریہ۔ آج اس سمپوزیم میں آپ کے ساتھ شامل ہونا میرے لیے باعثِ اعزاز ہے۔ شکریہ۔

پیس سمپوزیم اور حضور اقدس کے خطاب پر بعض مہمانان کرام کے تاثرات

ذیل میں پیس سمپوزیم کے حوالے سے انتظامیہ اور چند مہمانان کرام کے تاثرات درج ہیں:

☆......مکرم رفیق احمد حیات صاحب، امیر جماعت احمدیہ یوکے: مکرم امیر صاحب یوکے نے نمائندہ الفضل انٹرنیشنل کو تقریب کے بعد انٹرویو دیتے ہوئے بیان کیا کہ دنیا میں اس وقت مختلف خطوں میں جنگیں اور قتل و غارت جاری ہے، جس کی وجہ سے لوگ شدید پریشانی کا شکار ہیں، خاص طور پر غزہ، لبنان، سوڈان اور افغانستان جیسے علاقوں میں حالات بہت خراب ہیں۔ گذشتہ کئی سالوں کی کوششوں کے باوجود جنگوں کا کوئی حقیقی فائدہ نہیں ہوا بلکہ یہ صرف نقصان اور تباہی کا سبب بنی ہیں۔

امیر صاحب نے کہا کہ راہنما اگر اپنی انا چھوڑ دیں اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات اور امن و انسانیت کے پیغام پر غور کریں تو دنیا میں بہتر امن قائم ہوسکتا ہے۔ آپ نے کہا کہ بعض عالمی راہنما صرف جنگوں کے لیے مالی یا سیاسی مدد کی بات کرتے ہیں، جبکہ اصل ضرورت یہ ہے کہ جنگوں کو ختم کر کے مستقل امن کی طرف عملی قدم اٹھایا جائے۔

امیر صاحب نے پیس سمپوزیم کی ترویج کے حوالے سے کہا کہ یہ سوشل میڈیا کا دور ہے۔ سوشل میڈیا پر کروڑوں لوگوں تک پیغام پہنچ جاتا ہے۔

امیر صاحب کا یوکے کے پیس سمپوزیم میں خلافت کی موجودگی کی انفرادیت کے حوالے سے کہنا تھا کہ اس سبب سے اس کی بہت اہمیت ہے۔ بہت سے ملکوں سے مہمان آئے ہیں۔ وزراء بھی ہیں۔ یہ سب اچھا پیغام لے کر واپس جائیں گے۔ بڑے ممالک کو اپنا نمونہ دکھانے کے بارے میں کہنا تھا کہ جب تک بڑے ملک لیڈر شپ نہیں دکھاتے، امن کی طرف نہیں جاتے تو چھوٹے ملک بھی ان کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔

☆......مکرم فرید احمد صاحب، سیکرٹری امور خارجیہ جماعت احمدیہ یوکے: مکرم فرید احمد صاحب نے نیشنل پیس سمپوزیم کی گذشتہ ۲۰/سالہ ترقی اور اثرات کے بارے میں کہا کہ یہ تقریب نہ صرف تعداد کے لحاظ سے بڑھی ہے بلکہ اس کے پیغام اور اثر میں بھی اضافہ ہوا ہے، جہاں مختلف ممالک سے لوگ شرکت کرتے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح کے امن، انسانیت اور ہمدردی پر مبنی پیغام سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایم ٹی اے کے ذریعے یہ پیغام دنیا بھر میں پہنچ رہا ہے اور یہ تقریب عالمی سطح پر امن کے فروغ کے لیے ایک مضبوط ذریعہ بنتی جا رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج کے دور میں تنازعات زیادہ کھل کر سامنے آرہے ہیں، اس لیے حضرت خلیفۃ المسیح اب پہلے سے زیادہ واضح اور براہِ راست انداز میں امن اور انسانیت کے حق میں آواز اٹھا رہے ہیں۔

☆......کلیئر ڈیسمنڈ، Christian Solidarity Worldwide: یہ تقریب مختلف پس منظر رکھنے والے لوگوں کو ایک مشترکہ مقصد کے لیے اکٹھا کرنے کا ایک بہترین موقع ثابت ہوئی، جہاں مختلف خیالات سننے اور خاص طور پر حضورِ انور کی گفتگو سے راہنمائی حاصل کرنے کا موقع ملا۔ اہم سبق یہ ہے کہ امن کے لیے صرف عالمی راہنماؤں پر انحصار نہیں کیا جا سکتا بلکہ ہر فرد کو اپنے معاشرے اور اپنے دائرۂ اثر میں اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ آج کے مشکل حالات میں ایسی تقریبات امید، حوصلہ اور یکجہتی پیدا کرتی ہیں اور لوگوں سے ملاقات اور گفتگو نے بہت متاثر اور حوصلہ افزا محسوس کرایا۔ بس آپ کوشش جاری رکھیں، یہی امن لاتی ہے۔

Linda Stephens صاحبہ، جو ’’Women’s Wellbeing‘‘ نامی ادارہ چلاتی ہیں اور خاص طور پر خواتین کی صحت، پری و پوسٹ مینوپاز اور ماں بننے سے پہلے اور بعد کی دیکھ بھال پر کام کرتی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ انہیں Vaughan James Pharmacy سے وابستہ بشریٰ یہاں لائیں اور وہ پہلے بھی اس تقریب میں آچکی ہیں۔ ان کے مطابق اس بار کا تجربہ بہت خاص تھا کیونکہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی گفتگو، ماحول میں موجود امن، محبت اور باہمی تعلق کے احساس کو بہت گہرائی سے محسوس کیا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا اس وقت ممکنہ عالمی جنگ کے خطرے سے دوچار ہے، اس لیے انسانیت، اتحاد اور امن کا پیغام بے حد ضروری ہے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کو سراہتے ہوئے کہا کہ یہاں ہر فرد محبت، خاندانی اقدار، مختلف مذاہب کے احترام اور عالمی بھائی چارے کا عملی نمونہ نظر آتا ہے اور وہ خود کو اس تقریب میں شرکت پر خوش قسمت اور بابرکت محسوس کرتی ہیں۔

Catherine Clark، کونسلر برائے وائٹ ہل اینڈ بورڈن، اور Alex Page، ایک سماجی و عوامی مہم چلانے والے کارکن، نے اس تقریب کی اہمیت پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اسلام آباد میں ہونے والی ایسی تقریبات مقامی اور بین الاقوامی کمیونٹیز کو قریب لانے، محبت اور باہمی احترام کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ مختلف پس منظر کے لوگوں کا ایک جگہ بیٹھ کر بات چیت کرنا غلط فہمیوں کو ختم کرتا ہے اور ایک دوسرے کی طاقتوں اور کمزوریوں کو سمجھنے کا موقع دیتا ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ عالمی سطح پر امن کے لیے مکالمہ اور تعلقات ضروری ہیں، کیونکہ جتنا لوگ ایک دوسرے کو سمجھیں گے اتنا ہی تنازعات کم ہوں گے۔ دونوں مہمانوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر کو تقریب کا سب سے متاثر کن حصہ قرار دیا، جبکہ کونسلر کیتھرین کلارک نے بتایا کہ انہیں نجی طور پر ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا، جسے انہوں نے ایک یادگار تجربہ کہا۔

Jill Barstow (جِل بارسٹو)۔ چرچ آف جیزس کرائسٹ آف لیٹر ڈے سینٹس، کنو یز انٹرفیتھ ملٹن کینز: حضور انور کا خطاب انتہائی متاثر کن تھا۔ یہ بات واضح تھی کہ آپ دنیا کے مختلف خطوں کے حالات سے گہری آگاہی رکھتے ہیں اور آپ کا نقطۂ نظر بہت وسیع ہے۔ ایک مذہبی راہنما کی زبان سے جنگوں، تنازعات اور امن کی اہمیت پر اتنی جرأت اور دلسوزی سے بات سننا نہایت خوشگوار تھا۔ یہ واقعۃً ایک روح پرور تقریب تھی۔

Sarah Day (سارہ ڈے)۔ Mayoress of Newport Pagnell: خطاب کے دوران میں مسلسل سر ہلا رہی تھی کیونکہ ہر بات سے اتفاق تھا۔ مجھے چند سال پہلے حضور انور کا خطاب بھی یاد آیا۔ آپ یہ باتیں بہت عرصے سے فرماتے آرہے ہیں۔ حضور انور کی شان یہ ہے کہ آپ یہ نہیں کہتے کہ مَیں نے پہلے خبردار کیا تھا، لیکن سچائی یہ ہے کہ آپ نے واقعی خبردار کیا تھا اور آج پھر کیا۔ آپ نے جو کچھ فرمایا وہ سب آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے۔ یہ سوچ کر تو خوف آتا ہے مگر خطاب بے حد مؤثر اور پُراثر تھا۔

ادارہ بدر امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور جماعت احمدیہ برطانیہ کی خدمت میں کامیاب پیس سمپوزیم پر مبارکباد پیش کرتا ہے نیز دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت اور پُرامن آواز پر کان دھرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا امن و سلامتی کا گہوارہ بنے۔ اللّٰھم آمین۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 23 مئی 2026ء)

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَانًا وَّیُکَفِّرۡ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ (الانفال: 30) ترجمہ: اَے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ تمہارے لئے ایک امتیازی نشان بنا دیگا اور تم سے تمہاری بُرائیاں دُور کردیگا اور تمہیں بخش دیگا اور اللہ فضل عظیم کا مالک ہے۔

طالب دعا: Dr. Atiya (France)

خطاب حضور انور

2023-24ء میں جماعت احمدیہ پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور تائید و نصرت کے عظیم الشان نشانات میں سے بعض کا ایمان افروز تذکرہ

اس عرصے میں 2 لاکھ 38 ہزار 561 افراد کی احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شمولیت

دنیا کے مختلف ممالک میں بسنے والے مختلف رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے افراد کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرنے کے ایمان افروز واقعات

384 نئی جماعتوں کا قیام، 148 مساجد کا اضافہ، 117 مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز کا اضافہ

لاطینی سپینش، عبرانی اور فنش ترجمہ قرآن سمیت اب تک کل 78 زبانوں میں جماعت احمدیہ کی طرف سے تراجم قرآن کریم کی اشاعت

18 زبانوں میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی متعدد کتب کے تراجم

51 زبانوں میں 409 مختلف کتب، پمفلٹس اور فولڈرز وغیرہ کی 40 لاکھ 94 ہزار تعداد میں طباعت

عربک، فرنچ، چینی، ٹرکش، فارسی و دیگر ڈیسکس کے تحت متعدّد کتب کی تیاری نیز خطباتِ جمعہ اور ایم ٹی اے کے پروگرامز کے تراجم

رقیم پریس کے ذریعہ باون کتب کی پہلی مرتبہ اشاعت

دنیا بھر میں اسلام کے پُرامن اور حقیقی پیغام کی ترویج و اشاعت کے لیے ایم ٹی اے کے تمام چینلز کی بے مثال خدمات

دورانِ سال چار ہزار سے زائد کتب کی نمائش اور ستائیس ہزار سے زائد بُک سٹالز کے ذریعہ چوبیس لاکھ ستانوے ہزار سے زائد افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچا

تین ہزار دو سو پچانوے اخبارات و رسائل نے جماعتی مضامین آرٹیکلز اور خبریں شائع کیں۔

ان اخبارات کے قارئین کی مجموعی تعداد تقریباً اٹھارہ کروڑ سے زائد ہے

پریس اینڈ میڈیا ٹیم کو ایک سو بارہ خبریں اور مضامین شائع کرانے کی توفیق ملی جس کے ذریعہ تین کروڑ سے زائد افراد تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچا

الفضل انٹرنیشنل کے ذریعہ آٹھ کروڑ اسّی لاکھ سے زائد افراد تک پیغام حق پہنچا

افریقہ اور یورپ میں جماعت احمدیہ کے ریڈیو سٹیشنز نیز دنیا کے مختلف ممالک کے ٹی وی اور ریڈیو چینلز کے ذریعہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے پیغام کی اشاعت

الاسلام ویب سائٹ، ریویو آف ریلیجنز، ہفت روزہ الحکم، تحریکِ وقفِ نَو اور مخزن تصاویر کی مختصر رپورٹس

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدیہ آرکیٹکٹس، مجلس نصرت جہاں اور ہیومینٹی فرسٹ کے خدمتِ انسانیت پر مبنی بے لوث کاموں کا تذکرہ

> ’’اے نادان قوم! یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے۔ تم خدا سے مت لڑو۔ تم اس کو نابود نہیں کر سکتے۔ اس کا ہمیشہ بول بالا ہے…… اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اس سِلسلہ کو بے قدری سے نہ دیکھو جو خدا کی طرف سے تمہاری اصلاح کیلئے پیدا ہوا۔ اور یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور کوئی پوشیدہ ہاتھ اس کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ سلسلہ کب کا تباہ ہو جاتا اور ایسا مفتری ایسی جلدی ہلاک ہو جاتا کہ اب اس کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہ ملتا۔ سو اپنی مخالفت کے کاروبار میں نظر ثانی کرو۔ کم سے کم یہ تو سوچو کہ شائد غلطی ہوگئی ہو اور شائد یہ لڑائی تمہاری خدا سے ہو۔‘‘ (حضرت اقدس مسیح موعودؑ)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ 2024ء کے موقع پر دوسرے دن بعد دوپہر کے اجلاس سے سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایمان افروز اور دل نشین خطاب

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ -

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

دوسرے دن کے اس وقت کی تقریر میں اللہ تعالیٰ کے جماعت پر فضلوں کا ذکر ہوتا ہے۔ اس وقت میں مختصراً وہ پیش کروں گا۔ میں نے خلاصۃً یہ ساری رپورٹ اب تیار کروائی ہے۔ تفصیلی رپورٹ بعد میں چھپ جائے گی۔

مختصر خلاصے۔

بعض شعبے اس دفعہ ہوسکتا ہے رہ بھی جائیں۔ اس میں بیان نہ ہوں لیکن بہر حال ہر شعبے نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا کام کیا ہے۔ احمدیت کے قائم ہونے، نئے ملکوں میں قائم ہونے کے بارے میں جو رپورٹ ہے وہ یہ ہے کہ دوران سال ایک نیا ملک تائیوان جماعت احمدیہ میں شامل ہوا اس میں پودا لگا ہے۔ اس طرح ہمارے ان ممالک کی کُل تعداد جہاں جماعت احمدیہ قائم ہے 214 ہو چکی ہے۔

تائیوان کے مشہور پروفیسر، مستند اسلامی سکالر پروفیسر جان کوان (Chang Kuan Lin) ہیں۔ اسلامی نام ان کا ڈاکٹر نبیل ہے۔ یہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔ یونیورسٹی آف تائیوان کے شعبہ مڈل ایسٹ اسلامک سٹڈیز کے سابق ڈائریکٹر ہیں۔ تائیوان میں اسلام کے سب سے بڑے اور مستند سکالر کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ نیشنل ٹیلیویژن تائیوان پر بھی ان کے انٹرویوز شائع ہوتے ہیں اور ان کو ہماری ایک تائیوانی خاتون حوّا صاحبہ جو مصر میں ہیں ان کے ذریعہ سے جماعت کا تعارف ہوا۔ پھر انہوں نے تحقیق کی، پڑھا۔ شرائط بیعت کے بارے میں پڑھا اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت قبول کر لی اور اب وہاں احمدیت کا پیغام پھیل بھی رہا ہے اور اس سال انہوں نے مختصر سا جلسہ سالانہ بھی منعقد کیا جہاں تیس افراد شامل تھے لیکن ان میں سے بارہ تائیوانی شامل تھے۔ جن کو مذہب سے دلچسپی نہیں، اس کے باوجود مذہب میں دلچسپی لینے لگ گئے اور اسلام میں دلچسپی لینے لگ گئے۔

اب دنیا بھر میں جو جماعتیں قائم ہیں ان میں پاکستان کے علاوہ جو نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں ان کی تعداد 384 ہے اور 908 نئے مقامات ہیں جہاں جماعت باقاعدہ تو قائم نہیں ہوئی لیکن وہاں احمدیت کا پودا لگا ہے۔

جماعت کو دورانِ سال اللہ تعالیٰ کے حضور جو مساجد پیش کرنے کی توفیق ملی ان کی مجموعی تعداد 148 ہے جس میں سے 106 نئی مساجد تعمیر ہوئیں اور 48 بنی بنائی ملیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوران سال مشن ہاؤسز میں 117 کا اضافہ ہوا ہے۔ وکالت تصنیف یو کے کی رپورٹ یہ ہے کہ نئی زبان لاطینی سپینش میں قرآن کریم کا ترجمہ پہلی مرتبہ طبع ہوا ہے۔ عبرانی ترجمہ قرآن نئی زبان میں شائع ہوا ہے۔ فنش ترجمہ قرآن۔ یہ بھی نئی زبان ہے۔ یہ بھی ترجمہ طبع ہوا ہے۔

الحمدللہ! اب جماعت احمدیہ کی طرف سے تیار کیے گئے تراجم قرآن کریم کی کل تعداد 78 ہوگئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درج ذیل تصانیف کے انگریزی ترجمے اس سال ہوئے ہیں جو طبع کروائے گئے ہیں: سچائی کا اظہار، سناتن دھرم، سراج منیر، الھدیٰ والتبصرۃ لمن یری، اربعین، ملفوظات جلد دوم نصف آخر۔ نیز جلد ہفتم، جلد ہشتم اور جلد نہم۔

حضرت مصلح موعودؓ کی تصانیف ''اتحاد المسلمین'' اور ''بانی سلسلہ احمدیہ کوئی نیا دین نہیں لائے'' کا انگریزی ترجمہ شائع ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت ساری کتب انہوں نے شائع کی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی کتاب ''مرقاۃ الیقین'' کا عربی ترجمہ شائع ہوا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب ''ملائکۃ اللہ'' بنگلہ زبان میں، ''صداقت احمدیت'' انگریزی، ''نظام نو'' ڈچ، ''دیباچہ تفسیر القرآن'' جرمن، ''ذکر الٰہی'' پولش، ''دس ثبوت ہستی باری تعالیٰ'' سپینش اور ''فضائل القرآن حصہ اول'' ہندی اور تامل زبان میں شائع ہوئی ہیں۔ ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' جلد پنجم اور ششم اردو زبان میں شائع ہوئی ہیں۔ فضائل القرآن، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافت راشدہ ٹرکش میں شائع ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت ساری کتابیں ہیں، لٹریچر ہے۔

اردو کتب کی رپورٹ یہ ہے کہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آٹھ جلدوں پر مشتمل سیٹ پہلی مرتبہ یہاں طبع کروایا گیا ہے۔ پہلے چار جلدوں میں تھا۔ اس کو اب پھر دوبارہ آٹھ جلدوں میں شائع کیا گیا ہے جس طرح اوریجنل شکل میں تھا۔ تاریخ احمدیت جلد تیس حصہ اول جو 1974ء کی جماعتی تاریخ پر مشتمل ہے طبع ہو چکی ہے۔ تفسیر کبیر کا نیا پندرہ جلدوں پر مشتمل کمپیوٹرائز ڈ ایڈیشن طبع ہو کر آ گیا ہے۔ پہلے دس جلدیں تھیں۔ اب نیا ایڈیشن تیار کر کے پندرہ جلدوں میں شائع ہوا ہے اور بڑا اچھا خوبصورت کمپیوٹرائز ڈ ایڈیشن شائع ہوا ہے۔

وکالت اشاعت طباعت کی رپورٹ یہ ہے کہ بہتّر ممالک سے موصولہ رپورٹس کے مطابق دوران سال 409 مختلف کتب پمفلٹس اور فولڈرز وغیرہ 51 زبانوں میں چالیس لاکھ چورانوے ہزار کی تعداد میں طبع ہوئے ہیں۔ اس میں مختلف زبانیں بھی ہیں، اس کی تفصیل میں مَیں نہیں جاتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مختلف زبانوں میں تراجم کے بارے میں یہ رپورٹ ہے کہ دوران سال حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے درج ذیل تراجم شائع ہوئے ہیں۔ جرمن زبان میں سات کتب کے تراجم شائع ہوئے۔ انگریزی زبان میں سات کتب کے تراجم شائع ہوئے۔ آذربائیجانی، ٹرکش، سپینش، بنگلہ زبان میں تین تین کتب کے تراجم ہوئے۔ فارسی، ہاؤسا، لوگنڈا اور تامل زبان میں دو دو کتب شائع ہوئیں۔ عربی، چینی، بوزنین، پولش، تیلیگو، اوڑھیا، نیپالی اور انڈونیشین زبان میں ایک ایک کتاب کا ترجمہ شائع ہوا۔

وکالت اشاعت ترسیل کی رپورٹ یہ ہے کہ چالیس ممالک کو چوالیس زبانوں میں دو لاکھ تیرہ ہزار سے اوپر کتب بھجوائی گئیں۔

جماعت کے ذریعہ فری لٹریچر کی تقسیم کے بارے میں یہ رپورٹ ہے کہ مختلف ممالک میں پندرہ ہزار دو سو انچاس مختلف عناوین کی کتب، فولڈرز اناسی لاکھ اٹھہتر ہزار بیالیس کی تعداد میں فری تقسیم کیے گئے۔ اس ذریعہ سے ایک کروڑ چورانوے لاکھ سے اوپر افراد تک پیغام پہنچایا گیا۔

نمائش اور بک سٹالز اور بک فیئرز کی جو رپورٹس موصول ہوئی ہیں ان کے مطابق چار ہزار سات سو ایک نمائشوں کے ذریعہ دس لاکھ باسٹھ ہزار سے اوپر افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا۔ اس سال ستائیس ہزار آٹھ سو چالیس بک سٹالز بھی لگائے گئے اور اس کے ذریعہ سے بھی چودہ لاکھ پینتیس ہزار سے اوپر افراد تک پیغام پہنچا۔

دنیا بھر میں اس وقت جماعت اور ذیلی تنظیموں کے تحت تئیس زبانوں میں ایک سو اٹھائیس اخبارات اور رسائل شائع ہو رہے ہیں۔

رقیم پریس کے تحت باون کتب پہلی مرتبہ طبع ہوئی ہیں۔ قرآن کریم ناظرہ کی بڑے سائز اور حروف میں بھی طباعت ہوئی ہے۔ بک سٹالز میں بھی یہ دستیاب ہے۔ باقی کتب بھی دستیاب ہوں گی۔

عربی ڈیسک کی رپورٹ یہ ہے کہ اس سال ملفوظات کی دس جلدوں پر مشتمل مکمل سیٹ کا عربی ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ دیگر کتب میں روحانی خزائن کی جملہ اردو کتب اور حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر کبیر کی دس جلدوں کا سیٹ سرفہرست ہے۔ اس کے علاوہ کتابوں کی بے شمار لمبی لسٹ ہے جو شائع ہوئیں۔

فرنچ ڈیسک کی رپورٹ یہ ہے کہ فرنچ ویب سائٹ کو اب تک پانچ اعشاریہ ایک آٹھ ملین سے زائد زائرین نے وزٹ کیا ہے۔ اس سال ویب سائٹ پر چھیاسٹھ نئے مضامین لگائے گئے ہیں۔

چینی ڈیسک کی رپورٹ ہے کہ مسیح ہندوستان میں کتاب کا چینی ترجمہ مکمل کر کے طبع کروایا گیا۔

ٹرکش ڈیسک کی رپورٹ یہ ہے کہ ایم ٹی اے پر ترکی زبان میں ایک گھنٹے کا سوال و جواب کا لائیو پروگرام فرینکفرٹ سٹوڈیو سے ہر اتوار نشر ہوتا ہے۔ ترکی ریڈیو انٹرنیٹ پر چوبیس گھنٹے جاری ہے۔ اس پر ایک سو چوہتر نئے پروگرام ریکارڈ کروائے گئے۔ ٹرکش ویب سائٹ کو اس سال ایک لاکھ ستائیس ہزار سے اوپر لوگوں نے وزٹ کیا۔

فارسی ڈیسک کی رپورٹ ہے کہ فارسی زبان کی ویب سائٹ کا جو افتتاح کچھ عرصہ ہوا میں نے کیا تھا۔ اس پر فارسی زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے تراجم اور میرے خطبات کا مواد ڈالا جا چکا ہے۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی رپورٹ یہ ہے کہ ایم ٹی اے کے سولہ ڈیپارٹمنٹس میں کل پانچ سو چوالیس کارکنان دن رات خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ ان میں طوعی طور پر کام کرنے والے دو سو ترانوے مرد اور ایک سو تہتر خواتین ہیں۔

اس وقت ایم ٹی اے کے آٹھ چینلز چوبیس گھنٹے کی مستقل نشریات دے رہے ہیں۔

ایم ٹی اے 1 ورلڈ، ایم ٹی اے 2 یورپ، ایم ٹی اے 3 العربیہ، ایم ٹی اے 4 افریقہ، ایم ٹی اے 5 افریقہ، ایم ٹی اے 6 ایشیا، ایم ٹی اے 7 ایشیا، ایم ٹی اے 8 امریکہ۔ یہ چینلز گیارہ سیٹلائٹس کے ذریعہ دنیا کے تمام کناروں تک نشریات پہنچا رہے ہیں۔ نیز افریقہ میں لوکل سیٹلائٹ چینلز ایم ٹی اے گھانا اور ایم ٹی اے گیمبیا بھی جاری ہیں۔ اس طرح ایم ٹی اے کے زیر انتظام دو Terrestrial channels جو بغیر کسی ڈش انٹینا کے دیکھے جا سکتے ہیں، سرینام اور بیلیز میں جاری ہیں۔

ایم ٹی اے پر اس وقت تئیس مختلف زبانوں میں رواں تراجم نشر کیے جا رہے ہیں۔

ایم ٹی اے افریقہ کی رپورٹ یہ ہے کہ ایم ٹی اے افریقہ کی برانچز کی تعداد تیرہ ہو چکی ہے۔ اس سال سیرالیون اور یوگنڈا میں دو نئے سٹوڈیوز کی تعمیر کے کام کا آغاز کیا گیا ہے۔ اس سال ایم ٹی اے کو افریقہ کے ایک اہم ادارے افریقین یونین آف براڈ کاسٹرز میں شامل کر لیا گیا ہے۔ یہ ادارہ ایک اہم اور تسلیم شدہ تنظیم کی حیثیت رکھتا ہے اور افریقہ کے تمام مشہور چینلز کی نمائندگی کرتا ہے۔ افریقہ میں ایم ٹی اے اب پہلے سے بڑھ کر قبولیت کا درجہ حاصل کر گیا ہے۔ دوران سال گیمبیا کے مختلف لوکل ٹی وی اور ریڈیو چینلز پر ایک لاکھ گھنٹے پر مشتمل چوالیس ہزار سے اوپر پروگراموں کے ذریعہ اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔

افریقہ میں ریڈیو سٹیشنز کی رپورٹ یہ ہے۔ اس وقت جماعت احمدیہ کے اپنے ریڈیو سٹیشنز کی تعداد 26 ہے۔ ان ریڈیو سٹیشنز پر ایک لاکھ چھتیس ہزار سات سو سے اوپر گھنٹوں پر مشتمل دو لاکھ سات ہزار پروگرام نشر ہوئے۔

ریڈیو وائس آف اسلام یو کے کی نشریات یو کے کے دس شہروں میں سنی جا سکتی ہیں۔ نیز آن لائن نشریات دنیا بھر میں سنی جا سکتی ہیں۔ دوران سال آٹھ ہزار سات سو سے اوپر گھنٹوں پر مشتمل پروگرام نشر کیے گئے۔ یو کے میں اس ریڈیو کی نشریات ایک کروڑ آٹھ لاکھ سے زائد افراد تک پہنچ رہی ہیں۔

یورپ کے ریڈیو سٹیشنز میں ایک جرمنی میں قائم عربی ریڈیو سٹیشن ہے جس کا نام ''الاحمدیۃ صوت الاسلام'' ہے۔ ترک ریڈیو سٹیشن ہے ''صدائے اسلام''۔ اسی طرح جرمن ریڈیو سٹیشن ہے ''وائس آف اسلام''۔ ان تینوں ریڈیو سٹیشنز پر سات سو اٹھہتر گھنٹوں پر مشتمل سات سو اٹھہتر پروگرام نشر ہوئے۔

دنیا کے مختلف ممالک کے ٹی وی اور ریڈیو پروگرام کے بارے میں رپورٹ ہے کہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی چوبیس گھنٹے کی نشریات کے علاوہ تہتر ممالک میں ٹی وی اور ریڈیو چینلز پر بھی جماعت کو اسلام کا پرامن پیغام پہنچانے کی توفیق مل رہی ہے۔ اس سال دو ہزار سات سو اکاون ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ دو ہزار آٹھ سو سے زائد گھنٹوں کا وقت ملا۔ اسی طرح جماعتی ریڈیو سٹیشنز کے علاوہ مختلف ممالک میں ریڈیو سٹیشنز پر پندرہ ہزار سے اوپر گھنٹوں پر مشتمل سترہ ہزار آٹھ سو پروگرامز نشر ہوئے۔ ٹی وی اور ریڈیو کے ان پروگراموں کے ذریعہ محتاط اندازے کے مطابق اٹھارہ کروڑ سے زائد افراد تک پیغام پہنچا۔

اخبارات میں جماعتی خبروں کے بارے میں جو رپورٹ ہے وہ یہ ہے کہ مجموعی طور پر تین ہزار دو سو پچانوے اخبارات رسائل نے جماعتی مضامین، آرٹیکلز اور خبریں وغیرہ شائع کیں۔ ان اخبارات کے قارئین کی مجموعی تعداد تقریباً اٹھارہ کروڑ سے زائد ہے۔

پریس اینڈ میڈیا آفس کی رپورٹ یہ ہے کہ دوران سال پریس اینڈ میڈیا ٹیم کو ایک سو بارہ خبریں اور مضامین شائع کرانے کی توفیق ملی۔ اس کے ذریعہ تین کروڑ سے زائد افراد تک جماعت کا پیغام پہنچا۔ جس میڈیا نے خبریں شائع کیں ان میں سکائی نیوز، آئی ٹی وی، بی بی سی لندن، آئی نیوز پیپر، بی بی سی نیوز، گارڈین اور دوسرے مختلف پوڈ کاسٹ شو وغیرہ جیسے پوڈ کاسٹ شو لندن اور اسی طرح دا ویک جونیئر (The Week Junior) وغیرہ یہ میڈیا شامل ہے۔

سوشل میڈیا اکاؤنٹس اور ویب سائٹ کے ذریعہ انیس ملین سے زائد افراد تک پیغام پہنچا ہے۔ دوران سال ایک ہزار چار سو اکاسی صحافیوں سے انفرادی طور پر رابطہ کیا گیا۔ دو سو چالیس جرنلسٹ اور ایک سو چھ دیگر میڈیا سے متعلقہ افراد سے میٹنگز کی گئیں۔ پریس اینڈ میڈیا آفس کے سٹاف نے مختلف میڈیا کانفرنسز میں شرکت کی۔ اس کے علاوہ یونیورسٹیز اور سکولز میں اسلام پر لیکچرز دیے۔ مختلف ٹی وی پروگرامز میں اسلام کا تعارف پیش کیا اور مہمانوں کو مساجد کے ٹورز کروائے۔

الاسلام ویب سائٹ آن لائن قرآن میں بنگلہ اور نارویجین ترجمہ کا اضافہ کیا گیا۔ قرآن سرچ انجن میں مزید بہتری لائی گئی ہے اور صوتی الفاظ سے قرآنی آیات تلاش کرنے کی سہولت مہیا کی گئی ہے۔ نئی ڈیجیٹل لائبریری مع انگریزی کتب اور روحانی خزائن سرچ انجن کا اجرا کیا گیا ہے۔ چالیس نئی انگریزی کتب ایمازون، گوگل اور ایپل پر شائع کی گئی ہیں۔ اب تک ان فورمز پر کل ایک سو نوے انگریزی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ روحانی خزائن اردو کی ستائیس کتب بھی ایپل اور گوگل پر ای بکس کی صورت میں دی گئی ہیں جو موبائل فون پر باآسانی پڑھی جاسکتی ہیں۔

ریویو آف ریلیجنز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس رسالے کا اجرا فرمایا تھا۔ اس کو ایک سو بائیس سال ہو چکے ہیں۔ ریویو آف ریلیجنز کا انگریزی پرنٹ ایڈیشن ایک سو چھبیس ممالک، فرانسیسی ایڈیشن چھبیس ممالک اور جرمن ایڈیشن تین ممالک اور ہسپانوی ایڈیشن تیرہ ممالک میں بھیجا جاتا ہے۔ ریویو کی ویب سائٹ اور یوٹیوب چینل کو دو ملین سے زائد ویوز ملے جبکہ ٹوئٹر، فیس بک اور انسٹاگرام پر ویڈیوز کو دس ملین سے زائد مرتبہ دیکھا گیا۔

الفضل انٹرنیشنل پاکستان میں الفضل کی ویب سائٹ پر پابندی عائد کی گئی تھی۔ دوران سال الفضل کی ویب سائٹ، ٹوئٹر فیس بک وغیرہ کے ذریعہ آٹھ کروڑ اسّی لاکھ سے زائد لوگوں تک پیغام حق پہنچا۔

ہفت روزہ الحکم کے قارئین میں غیر از جماعت احباب کی تعداد نمایاں ہے۔ ان میں اضافہ بھی ہوا ہے اور اس کی وجہ سے ویب سائٹ کی گنجائش بھی بڑھانی پڑی۔ قارئین کی تین ماہ کے عرصہ کی جو اوسط تعداد ہے وہ ایک ملین ہے۔

تحریک وقف نو اس وقت دنیا میں واقفین نو کی کل تعداد تراسی ہزار پچپن ہے جس میں اڑتالیس ہزار پانچ سو بیاسی لڑکے اور چونتیس ہزار چار سو تہتر لڑکیاں ہیں۔ رپورٹس کے مطابق اس وقت کل دو ہزار نو سو سینتالیس واقفین نو بشمول مربیان مختلف فیلڈز میں خدمات بجالا رہے ہیں۔

شعبہ مخزن تصاویر کے ریکارڈ میں اب تک چودہ لاکھ چوراسی ہزار نو سو چالیس تصاویر کو محفوظ کیا جاچکا ہے۔ ویب سائٹ پر کل پانچ ہزار چار سو چونسٹھ تصاویر ہیں۔ سوشل میڈیا پر تصاویر کو پانچ لاکھ پچانوے ہزار سے زائد بار دیکھا گیا۔

مجلس نصرت جہاں کے تحت افریقہ کے تیرہ ممالک میں چالیس ہسپتال اور کلینک قائم ہیں۔ ان میں چھتیس مرکزی ڈاکٹرز، ترپن لوکل اور چوہتر وزٹنگ ڈاکٹرز خدمت میں مصروف ہیں۔ افریقہ کے تیرہ ممالک میں ہمارے چھ سو بیس پرائمری اور مڈل سکول اور دس ممالک میں اکاسی سیکنڈری سکول کام کر رہے ہیں۔

دوران سال برونڈی، سیرالیون، بینن، زمبابوے، فن لینڈ، اٹلی، کیمرون، پرتگال اور سپین کے علاقہ الحضیر ہ میں چھ زمینیں اور چار عمارات خریدی گئیں۔ اس کے علاوہ دوران سال مختلف ممالک میں پندرہ تعمیراتی پراجیکٹس مکمل ہوئے اور مزید پندرہ کی تعمیر اس وقت شروع ہو چکی ہے۔

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدیہ آرکیٹکٹس نے پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لیے اس سال اکتیس نئے سولر wellلگائے۔ انتالیس ہینڈ پمپ لگائے۔ ان سے چوہتر ہزار سے زائد افراد مستفیض ہو رہے ہیں۔

ہیومینٹی فرسٹ پینسٹھ ممالک میں رجسٹر ہو چکی ہے۔ اس کے تحت نو ممالک میں دوران سال ایک لاکھ آٹھ ہزار مریضوں کا علاج کیا گیا۔ بارہ ممالک میں جنگی حالات اور قدرتی آفات سے متاثرہ ایک لاکھ تیس ہزار افراد کی امداد کی گئی۔ غزہ جنگ کے متاثرین کے لیے ایمرجنسی شیلٹر، خوراک، پانی، کپڑے اور طبی امداد فراہم کی جارہی ہے۔

نومبائعین سے رابطے اور بحالی کی رپورٹ یہ ہے کہ دوران سال پچھتر ممالک میں کل اڑتیس ہزار پانچ سو اڑتالیس نومبائعین سے رابطہ بحال ہوا اور تربیتی کلاسز کے بارے میں یہ رپورٹ ہے کہ دوران سال نومبائعین کے لیے اڑتیس ہزار ایک سو پچاسی تربیتی کلاسز، تعلیمی کلاسز اور ریفریشر کورسز کا انعقاد ہوا۔

اس سال ہونے والی بیعتیں جو ہیں ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو لاکھ اڑتیس ہزار پانچ سو اکسٹھ ہے۔ گذشتہ سال کی نسبت اکیس ہزار تین سو ترانوے کا اضافہ ہے۔ ایک سو سترہ ممالک سے تقریباً چار سو بیاسی سے زائد اقوام احمدیت میں داخل ہوئی ہیں۔

ان میں بہت سارے مختلف ممالک شامل ہیں۔ پانچ ممالک کی تفصیل مَیں دے دیتا ہوں یا بتا دیتا ہوں۔ پہلے نمبر پہ نائیجیریا ہے جہاں چالیس ہزار سے اوپر سب سے زیادہ بیعتیں ہوئی ہیں۔ گنی کناکری میں پچیس ہزار سے اوپر۔ کانگو برازاویل میں چوبیس ہزار سے اوپر اور گنی بساؤ میں تئیس ہزار سے اوپر اور اس طرح باقی ممالک شامل ہیں ان کی ایک پوری فہرست ہے۔

اب میں بعض واقعات جو دوران سال بیعتوں سے متعلق یا احمدیوں کے دوسرے ایمان افروز واقعات ہیں وہ بیان کر دیتا ہوں۔

عدنان صاحب نیروبی کے ریجن کے مربی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ گذشتہ چھ سات ماہ سے ہم نیروبی کے شہر کے ایک علاقہ جکارانڈا (Jacaranda) میں باقاعدگی سے بک سٹال لگا کر سپیکر پر لوگوں کو کھلے عام تبلیغ کر رہے تھے۔ اب تک ہزاروں کی تعداد میں اس علاقے میں جماعتی لٹریچر بھی تقسیم کیا جاچکا ہے۔ جماعتی تبلیغ کی وجہ سے اس علاقے کے عیسائی پادریوں میں کافی تشویش اور بے چینی کی ایک لہر پیدا ہو گئی ہے۔ کبھی سرکاری طور پر پولیس کو شکایت کر کے ہمیں روکنے کی کوشش کی گئی اور کبھی علاقے کے اوباش لوگوں کے ذریعہ ہمیں ڈرانے دھمکانے کی اور یہاں سے چلے جانے کی دھمکیاں دی گئیں اور اب تو سوشل میڈیا کے ذریعہ ایک پوری کمپین ہمارے خلاف چلائی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ان کے بدارادوں سے ہمیں محفوظ رکھا بلکہ غیبی مدد سے انہی لوگوں میں سے بعض کو ہماری تائید میں کھڑا کیا۔ ایک دن جب کہ کچھ اوباش لڑکے ہمارے سٹال پر شور وغوغا کر رہے تھے اور ایک طرح سے ہم پر حملہ آور ہونے لگے تھے تو اس دوران ایک شخص اچانک کہیں سے آیا اس نے آتے ہی ان کو دھمکایا اور کہا کہ یہ میرے لوگ ہیں اگر تم نے ان سے اونچ نیچ کی تو میں تم سب کو سبق سکھا دوں گا۔ اس کی یہ دھمکی سنتے ہی وہ سب لوگ تِترّ بِترّ ہو گئے۔ اس شخص نے کہا کہ آئندہ اگر کوئی بھی آپ کو تنگ کرے تو فوراً مجھے بتائیں۔ بہرحال وہ شخص جو بھی تھا، جیسا بھی تھا اس وقت وہ مدد کے لیے پہنچ گیا اور ہمارے تبلیغی پروگراموں میں بہرحال کوئی روک نہیں پیدا ہوئی اور نہ ہو رہی ہے۔ خوف کے بغیر ہم کر رہے ہیں۔ اب تک چالیس کے قریب بیعتیں اس ایریا سے ہو چکی ہیں اور ان کی تعلیم کے لیے ایک نماز سینٹر بھی قائم کر لیا گیا ہے۔

آئیوری کوسٹ کے بالو احمد (Ballo Ahmed) مشنری ہیں، لکھتے ہیں کہ اپنے ریجن میں تبلیغی دورے پر تھا اور متعدد گاؤں میں تبلیغ کے باوجود کوئی حوصلہ افزا جواب نہیں مل رہا تھا۔ اس پر کہتے ہیں میں بہت پریشان ہوا۔ دعائیں کر رہا تھا کہ اسی دوران مجھے ایک گاؤں سَالفکرو (Salifkro) کا خیال آیا جو کہ کافی دور تھا اور وہاں جانے والا راستہ انتہائی خراب تھا۔ بارشوں کے موسم میں وہاں جانا انتہائی مشکل تھا۔ چنانچہ دعا کے بعد ادھر جانے کا فیصلہ کیا۔ راستہ انتہائی خراب تھا گاؤں میں پہنچتے پہنچتے شام ہو گئی۔ رات نماز کے بعد تبلیغی پروگرام شروع ہوا۔ جماعت کا پیغام پہنچایا۔ سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ بہت دیر تک جاری رہا۔ صبح کے بعد وہ لوگ دوبارہ اکٹھے ہوئے اور ان کے امام نے کہا کہ سال کے اس حصہ میں جب بارشیں زیادہ ہو رہی ہوں اور کچا راستہ بارش کی وجہ سے انتہائی خراب ہو اس طرف آنا مشکل ہوتا ہے۔ کل جب آپ لوگ آئے اور اپنے آنے کا مقصد صرف احمدیت کا پیغام دینا بتایا تو ہمارے لیے یہ بات حیرت انگیز تھی کہ صرف آپ اس پیغام کے لیے آئے ہیں اور رات آپ کی تبلیغ سن کر دل میں یقین ہو گیا کہ آپ جو پیغام لے کر آئے ہیں وہی حقیقتاً حق ہے۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے اس گاؤں کے ایک سو چالیس افراد نے بیعت کر کے اسلام احمدیت میں شمولیت اختیار کی اور اس طرح یہاں ایک نئی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

کونگو برازاویل کے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کیمپومبو کے چرچ کے پادری صاحب کے ساتھ کافی دفعہ مذہب کے حوالے سے بحث ہو چکی تھی۔ اس سال انہوں نے ہمارے ملکی جلسہ سالانہ میں بھی شرکت کی۔ جلسہ کے بعد انہوں نے کہا کہ میں پہلے ہی جماعت احمدیہ کے دلائل سے قائل ہو چکا تھا۔ جلسہ کا ماحول دیکھ کر اور جماعت کی ترقی کو دیکھ کر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب جماعت احمدیہ مسلمہ میں داخل ہو جاؤں۔ جماعت میں شمولیت کے لیے اس نے اپنے چرچ میں ایک سیمینار کا انعقاد کیا جس میں اس نے اپنے علاقے کے ہیڈ پادری کو مدعو کیا اور معلم سلسلہ کو بھی بلایا۔ پروگرام شروع کرتے ہوئے اس نے اپنے ہیڈ پادری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آج ہمارے درمیان ایک مسلمان بھی موجود ہے جس کے ساتھ میں کئی دفعہ بحث کر چکا ہوں لیکن میں اس کے سوالوں کے جواب نہ دے سکا۔ میں چاہتا ہوں کہ آج آپ ان کے سوالات کے جواب دیں۔ جب معلم صاحب نے ان سے حضرت عیسیٰؑ کے مشن کے بارے میں پوچھا کہ انجیل سے ہمیں بتاؤ کہ کیا وہ افریقہ کے لیے آئے تھے جبکہ وہ اپنے حواریوں کو کہتے ہیں کہ صرف بنی اسرائیل کے پاس جانا ہے اور یہاں تک کہہ دیا کہ لڑکوں کی روٹی کتوں کو دینا مناسب نہیں جس پر وہ ہیڈ پادری کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکا تو لوکل پادری صاحب نے کہا کہ اس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اسلام میں داخل ہو جاؤں کیونکہ جس مذہب کے پاس اپنی سچائی ثابت کرنے کے لیے دلائل نہ ہوں وہ مذہب سچا کیسے ہو سکتا ہے؟ چنانچہ اس نے فیملی سمیت جماعت میں شمولیت اختیار کی اور اس کے ساتھ اس کے چرچ کے مزید پچاس افراد نے بھی بیعت کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں پر ایک مضبوط جماعت قائم ہو گئی ہے اور ایک قطعہ زمین جماعت کو دیا گیا ہے تاکہ اس پر وہاں مسجد بنائیں۔

نائیجیریا سے عبدالفتاح صاحب لکھتے ہیں کہ دوران تبلیغ ایک غیر احمدی سکالر سے بات ہو رہی تھی لیکن وہ میری کوئی بات سننے پر آمادہ نہ تھا۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ اس کے ہاتھ پر رکھی اور کہا اس کو پڑھ لینا۔ یہ اس زمانے کے امام نے لکھی ہے۔ وہ چلا گیا اور کچھ دنوں کے بعد واپس آیا اور مجھ سے حیرت سے پوچھا کہ کیا واقعی یہ کتاب حضرت امام مہدی علیہ السلام نے لکھی ہے؟ اس نے کہا اس میں جو علم ہے وہ کسی عام انسان کی تحریر نہیں اور یہ خدا کا بھیجا ہوا ہے۔ پھر حیرت سے پوچھنے لگا کہ لوگ ان کو کافر کیوں کہتے ہیں؟ میرے خیال سے تو جو اس شخص کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہے۔ اس کے بعد اس نے اس کتاب کی ایک اور کاپی مانگی اور کچھ اَور کتابوں کی درخواست کی اور جاتے ہوئے وعدہ کیا کہ میں جلد احمدی ہو جاؤں گا۔

کلکتہ انٹرنیشنل بک فیئر کے دوران وہاں آسام کے ایگریکلچر افسر ہیں یہ اور ایک اَور صاحب جو برپیٹا گرلز کالج (Barpeta Girls College) کے پروفیسر ہیں دونوں ہمارے سٹال پر آئے۔ دونوں اقبال علی اور مقبول حسین مسلمان ہیں۔ کہنے لگے کہ آپ کا بینر جس میں احمدیہ مسلم جماعت لکھا ہے اسے دیکھ کر تو میں خود کو روک نہیں سکا اور آپ کے سٹال پر آ گیا۔ موصوف نے سوال کیا کہ آپ لوگوں میں اور دوسرے مسلمانوں میں کیا فرق ہے؟ اس پر موصوف کے سوال کا تسلی بخش جواب دیتے ہوئے جماعت احمدیہ کے بنیادی عقائد پر روشنی ڈالی گئی۔ موصوف کے مزید استفسار پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور ختم نبوت کے حقیقی معنی قرآن و حدیث کی روشنی میں بتائے گئے جسے سن کر ہر دو صاحبان بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ لوگ جو دلائل پیش کر رہے ہیں حقیقت پر مبنی ہیں۔ دراصل ہماری آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے جو آپ سے بات کرنے کے بعد اٹھ گیا اور

ساری سچائی ہمارے سامنے آ گئی ہے۔ ہمارے علماء اپنا کاروبار چلانے کے لیے جماعت احمدیہ کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں جبکہ جماعت احمدیہ بالکل برحق ہے۔ اگرچہ ہم بعض وجوہات کی بنا پر جماعت میں شامل نہ ہوسکیں پھر بھی ہم دل سے احمدیت کی سچائی کو قبول کرتے ہیں۔ ایسے بھی لوگ ہیں۔

چیک ریپبلک میں لامذہب لوگوں کا ایک گروپ ہماری نمائش دیکھنے آیا۔ کہنے لگا کہ جس بات نے سب سے زیادہ ہمارے دل کو مائل کیا ہے وہ تلاوت قرآن کریم تھی جو آپ کے خدا کا کلام ہے۔ اس نے ہمارے دل کو موہ لیا ہے۔ ہم بطور لامذہب کے اس سے بہت متاثر ہوئے ہیں اور اب وجود باری تعالیٰ پر سوچنے پر مجبور ہیں۔ جو تعلیمات اس میں پیش ہوئی ہیں وہ صرف ایک زمانے کے لیے نہیں ہیں بلکہ لامتناہی ہیں۔

جماعت احمدیہ تو قرآن کریم کے ذریعہ دہریوں کو خدا تعالیٰ کے قریب لا رہی ہے اور پاکستان میں ملاں کہتے ہیں کہ ہم قرآن میں تبدیلی کررہے ہیں، تحریف کررہے ہیں اور وہاں ہمیں اس کے پڑھنے سے بھی روکا جارہا ہے۔

سینٹرل افریقہ کے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ بانگی شہر کے ایک سیکٹر وانگو (Wango) میں گئے۔ جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچایا حقیقی اسلام کی تعلیم ان کے سامنے رکھی۔ تبلیغ کے بعد ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا میں پہلے مسلمان تھا۔ مسلمانوں کا عمل اور سخت رویہ دیکھ کر مذہب اسلام سے سخت نفرت کرنے لگا۔ میرے دوستوں اور احباب نے مجھے دوبارہ اسلام میں لانے کے لیے بہت زور لگایا کہ میں واپس آجاؤں۔ مجھے اسلام میں داخل ہونے میں خوف آنے لگا۔ آج خدا کے فضل سے آپ کی تبلیغ سن کر میرے تمام خوف دور ہوگئے ہیں۔ آپ نے میرا سینہ حقیقی اسلام کو پیش کر کے روشن کر دیا ہے۔ آپ کی تبلیغ نے میرے اندر اسلام کی محبت کی ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ میں اس وقت سب کے سامنے اعلان کرتا ہوں کہ میں آج سے احمدی مسلمان ہوں اور بیعت کرتا ہوں۔

گنی بساؤ کے لوکل مشنری کہتے ہیں کہ ہم جمعہ کے دن گیدی گالانا (Guidigalana) کے گاؤں میں تبلیغ کے لیے پہنچے۔ مقامی امام نے ہمیں خطبہ جمعہ کے لیے موقع دیا۔ خطبہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچایا۔ موجودہ زمانے میں اسلام کی حالت کا ذکر کیا تو نماز کے بعد گاؤں کے امام راتب الحسن کمارا صاحب نے بلا تردّد اس بات کا اظہار کیا کہ اسلام کی جو حالت اس زمانے میں ہوگئی ہے یقیناً ہمیں امام مہدی جس کا ذکر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں بیان کیا ہے ان کی ضرورت ہے کیونکہ باوجود نمازوں اور روزوں اور حج کی ادائیگی کے ہمیں وہ روحانی ترقیات نصیب نہیں ہورہیں جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو نصیب ہوئیں۔ لہٰذا ہمیں یقین ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو قبول کر کے جماعت میں شامل ہوا جائے اور ایک امام کے تابع اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی عبادات پیش کی جائیں۔ اس کے بعد انہوں نے مسجد سمیت بیعت کرلی اور بہت سے لوگ بیعت میں ان کے ساتھ شامل ہوئے۔

یاسر فوزی صاحب ناروے سے لکھتے ہیں کہ ایک نارویجین دوست امانڈو (Amandus) صاحب نے جو تقریباً دو سال پہلے احمدی ہوئے تھے، دو سال سے جماعت کو چھوڑ دیا تھا۔ دوبارہ ایک رؤیا کے ذریعہ بیعت کی ہے۔ کہتے ہیں انہوں نے مجھے بتایا فون کر کے کہ اس نے دو دن پہلے خدا سے سخت الحاح سے دعا کی کہ اسے صحیح رستہ دکھایا جائے۔ نیک فطرت تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اللہ میاں احمدیت تو میں نے چھوڑ دی۔ مجھے کچھ تحفظات ہیں لیکن مجھے صحیح رستہ دکھا۔ اس کی خواہش یہ تھی کہ عیسائیت جیسا کوئی آسان رستہ ہی صحیح ہو۔ جس طرح عیسائیت ہے آسان سارا ستہ ہو زیادہ مشکل نہ ہو۔ لیکن اسی رات خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے اور نہایت محبت سے گلے ملے۔ کہتا ہے بہت لطف آیا۔ گو اس کو اس معانقے کا بہت لطف آیا۔ لیکن یہ وہ راستہ نہیں تھا جو وہ چاہتا تھا۔ اس سے تو وہ انکاری ہو چکا تھا۔ اس لیے اس نے اگلے دن پھر اسی طرح خوب زور سے دعا کی اور رورو کے بڑی دعا کی۔ پھر اگلی رات اس کو کہتا ہے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواب میں نظر آئے، معانقہ کیا۔ اس کھلے نشان کو دو مرتبہ لگاتار دیکھ کر اس نے مجھ سے فون پر اعتراف کیا کہ اب تو مجبور ہوں کہ واپس جماعت کی طرف رجوع کروں۔ کہتے ہیں۔ میں نے اسے کہا کہ خوابوں سے تو واضح ہے کہ فوراً بیعت کرلینی چاہیے لیکن کیا ان امور پر بات کرلیں جن کی وجہ سے جماعت سے بدظن ہوئے تھے؟ اس پر اس کا جواب یہ تھا کہ کوئی ضرورت نہیں۔ اس کی وہ سب باتیں بدظنیاں ہی تھیں سو اس نے بیعت کرلی اور بار بار کہا کہ وہ اس بات پر بہت شرمندہ ہے کہ اس نے اتنا واضح خواب دیکھنے کے بعد دوسری دفعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں کی۔ اب پھر سے احمدیت کی تبلیغ کے لیے تیار ہے۔ ان کی علیحدگی بھی ہوچکی ہے۔ بیوی بھی جماعت سے دور ہوچکی تھی۔ ایک دن اس نے بچوں کو ملنے جانا تھا۔ بہت پریشان تھا کہ کیسے بیوی کو بتائے گا کہ وہ پھر سے جماعت میں واپس آ گیا ہے لیکن جب ان کے گھر پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ تینوں بیٹیاں جماعتی کتب پھیلا کر پڑھ رہی ہیں اور جب بیوی کو خواب اور بیعت کا بتایا تو اس نے خوشی کا اظہار کیا۔ کہتے ہیں امید ہے کہ وہ بھی انشاء اللہ جماعت کی طرف واپس آجائے گی۔ پھر سے ایک فیملی بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تو صاف دل کو جو وہ مانگے پورا کرتا ہے۔

کینیا نارتھ کوسٹ کے معلم صاحب کہتے ہیں۔ ہماری مسجد کے قریب ہی ایک فیملی رہتی ہے۔ خاوند کرسچن تھا، بیوی سُنّی مسلم تھی۔ انہیں تبلیغ کی گئی اور جماعت کا لٹریچر بھی دیا۔ چند دن بعد وہ دونوں میاں بیوی مسجد آئے اور میاں نے بتایا کہ میں نے رات خواب میں دیکھا ہے کہ ایک سفید فام شخص جس کے سر پر سفید عمامہ ہے میرے پاس آیا ہے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور پھر مجھے کلمہ پڑھنے کا کہا جو میں نے اس کی اقتدا میں پڑھا ہے اور اس کے بعد میں بیدار ہوگیا۔ اس ساری خواب کا میرے دل و دماغ پر بہت گہرا اثر ہے جواب بھی میں محسوس کررہا ہوں۔ یہ سن کر انہوں نے اسے میری تصویر دکھائی تو فوراً کہنے لگا کہ ہاں یہی وہ شخص ہے جو رات خواب میں مجھے ملا تھا۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی نے بیعت کرلی اور دونوں نمازوں کے پابند اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

برکینا فاسو کے ڈوری ریجن کے گاؤں بُوکتی چوبی سے ابوبکر صاحب کہتے ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں باقی انبیاء کا کیا معاملہ ہے؟ تو ساتھ ہی جواب ملتا ہے کہ وہ بھی سب وفات پاچکے ہیں۔ پھر خواب میں ہی کسی نے حضرت عیسیٰؑ کی وفات کی آیات اور احادیث بیان کیں۔ اس خواب کے کچھ عرصہ بعد وہ ریڈیو پر ایک چینل تلاش کررہے تھے کہ ریڈیو احمدیہ لگ گیا اور اس وقت جماعتی ریڈیو پر حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے متعلق معلم صاحب کی تقریر نشر ہورہی تھی جس میں انہوں نے وہی قرآنی آیات اور احادیث بیان کیں جو انہیں خواب میں دکھائی گئی تھیں۔ اس طرح وہ جماعت کے ریڈیو کا پتہ پوچھ کر مشن ہاؤس آئے اور بیعت کرلی۔

نائیجر کے امیر صاحب کہتے ہیں۔ دوسو شہر میں گذشتہ ماہ جماعت کی پہلی مسجد بنانے کی توفیق ملی۔ ایک بزرگ علی صاحب نماز کے لیے آتے ہیں انہوں نے بتایا کہ لوگ انہیں مسجد میں آنے سے روکتے ہیں کہ احمدیت نے نیا دین بنایا ہے، ان کا نبی بھی نیا ہے لیکن باوجود لوگوں کی باتوں کے انہوں نے مسجد آنا نہیں چھوڑا لیکن وہ بیعت کے لیے تیار نہیں ہورہے تھے۔ مسجد آتے تھے۔ نمازیں ہمارے پیچھے پڑھتے تھے لیکن بیعت نہیں کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے کہا کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ ان سے پوچھا گیا کہ پہلے تو آپ تیار نہیں تھے اب کیسے تیار ہو گئے؟ اس پر انہوں نے بتایا کہ جماعت کی مسجد کے قریب ایک وہابیوں کی مسجد ہے۔ اس میں وہاں کے وہابی مولوی نے کل جماعت کے خلاف بہت بڑا پروگرام کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام لے کر انہیں برا بھلا کہا اور کہا کہ جماعت کافر ہے اور جماعت کا کلمہ بھی نیا ہے لیکن میں نے جماعت کو قریب سے دیکھا تھا اس لیے مجھے معلوم تھا کہ یہ سب کچھ جھوٹ ہے۔ اس لیے مجھے یقین ہوگیا کہ جس جماعت کی مولوی لوگ جھوٹ بول کر مخالفت کررہے ہیں وہی درحقیقت سچی ہوتی ہے۔ اس لیے میں نے ارادہ کیا کہ اب میں بیعت کرلوں۔

انڈیا سے شاہد صاحب لکھتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے جماعت میں شامل ہونے کی توفیق دی۔ موصوف کہتے ہیں لکھنؤ شہر میں میڈیکل سٹور ہے۔ قبل ازیں فرقہ اہل حدیث سے تعلق رکھتے تھے۔ قبول احمدیت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ پر ہونے والے ظلم وستم کے متعلق میں اکثر نیوز اور خبروں میں پڑھتا رہتا تھا کہ کبھی کسی احمدی کو شہید کردیا کبھی کسی مسجد کو شہید کردیا۔ وقتاً فوقتاً اس قسم کی آنے والی خبروں سے میرا دل احمدیت کے بارے میں تحقیق کرنے کی طرف متوجہ ہوا کہ آخر کیوں ایک مسلمان قوم کو اس قدر ظلم و زیادتی کا نشانہ بنایا جاتا ہے جبکہ وہ کلمہ پڑھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں۔ دوران تحقیق کئی مسلمان علماء کے بیان اور آراء میری نظروں سے گزرے جو اگرچہ کہ جماعت احمدیہ کے مخالف ہیں لیکن دبے اور چھپے الفاظ میں جماعت کی سچائی کا اظہار بھی کرتے ہیں مثلاً ڈاکٹر اسرار صاحب اپنے ایک بیان میں کہتے تھے کہ نبوت تو رحمت ہے رحمت کس طرح بند ہوسکتی ہے؟ شاہد صاحب کہتے ہیں کہ اسرار صاحب کی یہ بات میرے دل میں گھر کرگئی کہ واقعی نبوت رحمت ہے جب انسان ختم نہیں ہوئے تو رحمت کس طرح ختم ہوسکتی ہے۔ اسی طرح موصوف جاوید غامدی صاحب کے ایک بیان کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میری نظر سے غامدی صاحب کا یہ بیان گزرا کہ میرا یہ حق نہیں کہ کسی کلمہ گو کو کافر کہوں۔ یہ حق اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیا یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کرے گا کہ کون مسلمان ہے کون نہیں۔ اس کے بعد میں نے جماعت کے لکھنؤ مشن سے رابطہ کیا۔ وہاں جس نرمی اور اخلاق سے میری راہنمائی کی گئی اس گفتگو نے میرے دل پر بہت اثر کیا۔ مجھے کتاب ”عالمی بحران اور امن کی راہ“ تحفہ دی گئی۔ مطالعہ کے بعد مجھے شرح صدر ہوگیا۔ میں نے قادیان کی زیارت کی اور وہاں جا کر دعا کی خواہش کا اظہار کیا اور بعد زیارتِ قادیان مکمل اطمینانِ قلب کے ساتھ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوا۔

مبلغ انچارج لٹویا لکھتے ہیں کہ آرمند لزدا (Armond Lazda) نے بتایا کہ بارہ تیرہ سال قبل اسلام قبول کرنے کے بعد ایک دفعہ جب میں ریگا (Riga) شہر آیا اور غیر احمدیوں کی مسجد میں گیا تو وہاں ان کو موجود لوگوں کی طرف سے کوئی خاص توجہ اور گرمجوشی نظر نہ آئی جس پر انہوں نے کہا کہ جس خوبصورت مذہب اسلام کو میں نے قبول کیا تھا اس میں تو بہت پیار اور محبت ہونی چاہیے۔ یہ کون سا اسلام ہے جس میں نئے آنے والوں کو خوش آمدید بھی نہیں کہا جاتا اور نہ ان پر توجہ دی جاتی ہے۔ کہتے ہیں اس پر میں نے سچے اسلام کی تلاش شروع کردی اور تلاش کرتے کرتے مجھے احمدیت کا پتہ چلا۔ انٹرنیٹ پر احمدیت کے بارے میں تحقیق کا آغاز کردیا۔ ایم ٹی اے مل گیا۔ میں نے جماعت کی طرف سے تیار کردہ ویڈیوز دیکھیں۔ جماعت کے بارہ میں معلومات حاصل کیں۔ اس کے بعد یقین ہوگیا کہ احمدیت ہی سچا اسلام ہے۔ جماعت سے رابطہ کرنا چاہتے تھے لیکن ان کا خیال تھا کہ لٹویا میں جماعت نہیں ہے۔ ایک روز تلاش کرتے کرتے ان کو جماعت احمدیہ لٹویا کا فیس بک پیج مل گیا جس پر انہوں نے لکھا کہ وہ احمدی ہونا چاہتے ہیں۔ نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے ان سے رابطہ کیا اور وہاں مشن ہاؤس آنے کی دعوت دی۔ کہتے ہیں 2023ء میں پہلی دفعہ مشن ہاؤس گیا۔ موصوف نے ہمارا استقبال کیا بہت خوش ہوئے اور کہتے ہیں کہ وہاں جماعت احمدیہ کا یہ ماٹو دیکھ کر کہ ”محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں“ میں نے اسلام احمدیت کی خوبصورت تعلیم دیکھی اور واپس جاتے ہوئے لٹوین زبان میں شائع شدہ لٹریچر بھی ساتھ لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے احمدیت قبول کی اور اخلاص میں ترقی کررہے ہیں۔ چندہ بھی دینا شروع کردیا ہے۔

شرجیل صاحب مائیکرونیشیا کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک دوست سُوِیُمر ٹالی صاحب ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ مجھ تک کتاب ”ہماری تعلیم“ کا ایک نسخہ پہنچا۔ میں نے اس کو پڑھنا شروع کردیا۔ اس کی ہر بات میرے دل کو لگی۔ اس کتاب

کو لکھنے والا ہرگز جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد انہوں نے بیعت کر لی۔ جب لوگوں کو پتہ چلا تو پورے جزیرہ میں ان کے خلاف شدید مخالفت شروع ہوگئی۔ لوگوں نے ان سے بات کرنا چھوڑ دی اور ان کو دکانوں سے خرید و فروخت سے منع کر دیا گیا۔ وہی پاکستانی مولویوں والی باتیں۔ لوگوں نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو اتنا تنگ کرنا شروع کیا کہ ایک دن ان کے بیٹے نے ان کو کہہ دیا کہ اگر آپ اسلام کو نہیں چھوڑیں گے تو میں خودکشی کر لوں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ہر روز صبح اٹھ کر خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرنے لگ گیا۔ ایک دن اپنے بیٹے کو کہہ دیا کہ جو بھی ہو اسلام کو نہیں چھوڑوں گا۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثر کتب انگریزی زبان میں پڑھ لی ہیں اور پڑھتے رہتے ہیں۔ ایک دن کچھ لوگ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جب ہم ان مسلمانوں کو باہر نکال دیں گے تو پھر تم کیا کرو گے۔ یہ پاکستانی مبلغ آئے ہوئے ہیں۔ ان کو تو ہم نکال دیں گے پھر تم کیا کرو گے؟ اس پر وہ کہنے لگے اگر یہ سارے یہاں سے چلے جائیں تب بھی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب لے کر گھر چلا جاؤں گا اور مرنے تک اپنے گھر میں نمازیں پڑھتا رہوں گا۔ مربی صاحب لکھتے ہیں کہ آج کے اس دور میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت کرنے والے اس دُور کے جزیرے میں موجود ہیں اور مخالفت کے باوجود ان کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہیں ہوئی۔

مراکش سے الحسنی صاحب لکھتے ہیں کہ میں 2002ء سے 2019ء تک مغربی ممالک میں رہتا تھا اور نام کا مسلمان تھا۔ میں نے بہت سے کام خدائی مرضی کے خلاف کیے۔ کئی دفعہ مجھے جیل ہوئی۔ 2016ء میں آسٹریا کی ایک جیل میں قید ہوا۔ وہاں زندگی میں پہلی بار ایم ٹی اے دیکھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے قصائد سن کر ایسا احساس ہوا جو زندگی بھر نہ ہوا تھا۔ دل پر سکینت کا نزول ہوا۔ جیل میں ہر روز ایم ٹی اے دیکھنے لگا۔ عجیب بات ہے کہ ہمارے کمرے میں ایک ہی ٹی وی تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام کیا کہ میرے پاس اپنا ٹی وی ہو گیا اور مجھے موبائل فون بھی مل گیا۔ میں نے دیکھا کہ مخالف مولوی اس مبارک جماعت کے خلاف افترا کرتے ہیں۔ میں نے دل میں کہا کہ ان قصائد میں جو باتیں ہیں ناممکن ہے کہ کسی عام مولوی کی ہوں۔ یہ کلام تو دل میں اترنے والا ہے۔ چنانچہ میں ایمان لے آیا اور فیصلہ کیا کہ واپس اپنے ملک آ کر نئے سرے سے زندگی شروع کروں گا۔ میں نے ہر بات میں خدا کی حمد کرنا شروع کی۔ جماعت سے تعارف سے قبل مجھے صرف دنیا کی تلاش تھی اور کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی۔ پھر کہتے ہیں بےشک میرا یہ واقعہ بیان بھی کر دیں تاکہ میری وجہ سے شاید بعض لوگوں کو ہدایت بھی نصیب ہو جائے۔

عبدالرزاق صاحب ترکی سے لکھتے ہیں کہ پانچ سال قبل احمدیت سے تعارف ہوا۔ میں نے مخالفت کی۔ پھر ایک احمدی دوست نے جلسہ پر بلایا۔ جلسہ پر انہوں نے مجھے استخارہ کی نصیحت کی۔ میں گھر آیا اور دس رکعتیں ادا کیں۔ جب بھی دو رکعتیں پڑھتا تو ایسا لگتا کہ میں نے کچھ نہیں پڑھا۔ پھر دو رکعتیں پڑھتا حتّٰی کہ میں نے دس رکعتیں پڑھ لیں اور بہت زاری کی۔ نماز کے آخر پر میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انوار میرے دل کو نور اور لذت سے بھر رہے ہیں۔ پھر یکدم ایمان میرے دل میں داخل ہو گیا اور میں نے بیعت کا فیصلہ کر لیا۔ بیعت کے بعد میرا دل مطمئن ہے اور میں بہت خوش ہوں۔ الحمد للہ اس کے بعد قریبیوں سے مخالفت بھی ہوئی۔ اہلیہ اور والدہ کی قبول احمدیت اور میرے ثبات اور ایمان کی ترقی اور بچوں کے مخلص احمدی بننے کے لیے دعا بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ثابت قدم رکھے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اے نادان قوم! یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے۔ تم خدا سے مت لڑو۔ تم اس کو نابود نہیں کر سکتے۔ اس کا ہمیشہ بول بالا ہے...... اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اس سِلسلہ کو بےقدری سے نہ دیکھو جو خدا کی طرف سے تمہاری اصلاح کے لئے پیدا ہوا۔ اور یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور کوئی پوشیدہ ہاتھ اس کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ سلسلہ کب کا تباہ ہو جاتا اور ایسا مفتری ایسی جلدی ہلاک ہو جاتا کہ اب اس کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہ ملتا۔ سو اپنی مخالفت کے کاروبار میں نظر ثانی کرو۔ کم سے کم یہ تو سوچو کہ شائد غلطی ہوگئی ہو اور شائد یہ لڑائی تمہاری خدا سے ہو۔‘‘ (اربعین نمبر 4، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 456)

اللہ کرے کہ دنیا اس بات کو سمجھ جائے۔

آمین۔ جزاک اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (بشکریہ الفضل 16 مئی 2026ء)

❋❋❋

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَالَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الَّیۡلَ لِتَسۡکُنُوۡا فِیۡهِ وَالنَّهَارَ مُبۡصِرًا ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡنَ (سورۃ یونس، آیت 68) ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں تسکین پاؤ اور دن کو روشن کرنے والا بنایا۔ یقیناً اس میں ایسے لوگوں کیلئے بہت سے نشانات ہیں جو (بات) سنتے ہیں۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

بقیہ مجلس عرفان از صفحہ نمبر 16

رہے ہیں کہ مر گئے تو کچھ نہیں ہوگا۔ اس برجستہ تبصرے پر تمام شاملینِ مجلس بھی کھل کر مسکرا دیے اور خوب محظوظ ہوئے۔

حضورِانور نے بات کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ تو stress کیسا؟ باقی یہ ہے کہ اسی لیے آپ ڈاکٹر امریکہ میں انشورنس کروا لیتے ہیں کہ اگر مریض مر گیا تو ہمیں کچھ دینا نہ پڑے، قصور ہو بھی تو انشورنس کمپنی مریض کو دے دے، یہی کراتے ہیں۔ یہاں تو اس طرح انشورنس بھی نہیں ہوتی۔ اب تو ڈاکٹر امریکہ میں بڑی موج کرتے ہیں۔

حضورِانور نے اس تناظر میں استفسار فرمایا کہ سٹریس کیسا؟ تو سائل نے عرض کیا کہ اپنی ذمہ داری کے احساس کے حوالے سے سٹریس ہوتا ہے۔

اس پر حضورِانور نے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ہاں! ذمہ داری ہے، تبھی هُوَ الشَّافِي جب پڑھیں گے، تو ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ڈال دیں گے۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ ایک دفعہ مَیں نے ایک خطبہ میں ہی ڈاکٹروں کو لمبی چوڑی نصیحت کی تھی کہ احمدی ڈاکٹروں کو هُوَ الشَّافِي لکھنا چاہیے۔ قرآنِ شریف میں بھی یہی لکھا ہوا ہے، یہی دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی کی تھی کہ مَیں جب بیمار ہوتا ہوں تو اللہ میاں مجھے شفا دیتا ہے۔

ایک خادم نے عرض کیا کہ میری دو سال کی ایک بیٹی ہے اور مَیں حضور سے راہنمائی لینا چاہتا ہوں کہ آیا اس کا پبلک سکول میں داخلہ کروانا بہتر ہوگا یا گھر پر تعلیم دینا زیادہ مناسب رہے گا؟

حضورِانور نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بچوں کو شروع میں ہی سیکس یا جینڈر ایجوکیشن یا دیگر پڑھانا شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے بچنے کے لیے اگر ہوم سکولنگ کرنی ہے تو اَور بات ہے۔

حضورِانور نے مزید راہنمائی فرمائی کہ یا شروع میں اس کو سکول میں پڑھاؤ، پھر علیحدہ کر لو، گریڈ فور یا فائیو میں جب سیکس کی ایجوکیشن شروع کرتے ہیں تو اس وقت وہاں سے نکال کے ہوم سکولنگ کر لو۔ شروع کا سال اس کو سکول میں بھیج دو، اس سے ذرا فائدہ ہو جاتا ہے اور بچیاں socialize (سوشلائز) بھی ہو جاتی ہیں۔

حضورِانور نے توجہ دلائی کہ اگر ہوم سکولنگ کرنی ہے تو پھر ان کے trips (ٹرپس) وغیرہ خود لے کر جانے پڑیں گے، اگر سکول کے ساتھ نہیں جا سکتے تو پھر ایسا کرنا چاہیے کہ کبھی hiking (ہائیکنگ) پر، کبھی outing (آؤٹنگ) پر، کبھی سیروں پر، کبھی boating (بوٹنگ) پر، کبھی اور جگہ لے گئے۔ یہ سب کچھ کر سکتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔ گریڈ twelve تک تو وہ سیکس یا جینڈر ایجوکیشن یا اس قسم کی باتیں نہیں پڑھاتے رہتے۔ گریڈ فور، فائیو تک ہی وہ زیادہ تر سیکس ایجوکیشن دیتے ہیں۔ اسی وقت بچوں کا دماغ polute (آلودہ) کرنا ہوتا ہے، اس وقت ہوم سکولنگ کر لو، اس کے بعد تو ٹھیک ہے۔ پھر اس کے بعد دیکھ لیں کہ حالات کیا ہیں، پھر سکول میں داخل کرا دیں، یہ تو depend کرتا ہے کہ آپ بچوں کو کتنا سنبھال سکتے ہیں۔

حضورِانور کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا جانے والا ایک سوال یہ تھا کہ خوابوں کی اہمیت کیا ہے اور ہم یہ کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خوابوں میں ہماری کیا راہنمائی فرما رہا ہے؟

حضورِانور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ خوابوں کی جو تعبیر ہے وہ تو ہر ایک کو سمجھ نہیں آ سکتی۔ نیز سمجھایا کہ اس لیے اگر کوئی خواب دیکھو تو کسی شخص سے، جس کو خوابوں کی تعبیر آتی ہو، وہ پوچھ لیا کرو کہ اچھی خواب ہے یا بری خواب ہے۔ اگر خود سمجھ نہ آئے، نہ بتانی ہو، کسی سے پوچھتے ہوئے شرم آتی ہو تو پھر یہی ہے کہ اچھی خواب ہو یا بری خواب ہو تو صدقہ دے دیا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتیجے نکالے۔

حضورِانور نے وضاحت فرمائی کہ اور بعض خوابیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں، سچی بھی ہوتی ہیں، بعض شیطانی بھی ہوتی ہیں۔ بعض ویسے ہی خیال میں آ جاتی ہیں، دن میں جو کچھ ہوتا ہے، وہ خوابوں میں آ گیا۔ عام طور پر Psychiatrist (ماہرِ نفسیات) کہتے ہیں کہ ایک آدمی کو ہر رات میں چار پانچ خوابیں آتی ہیں۔ بعض یاد رہتی ہیں، بعض نہیں یاد رہتیں، صبح اُٹھ کے وہ سمجھتے ہیں کہ مجھے کوئی خواب نہیں آئی لیکن نیند میں خوابیں آئی ہوتی ہیں۔ کہیں کی کہیں سیریں کر رہے ہوتے ہیں۔

حضورِانور نے تلقین فرمائی کہ جو خواب یاد رہ جائے، اس کو پھر دیکھو، اس کا analysis (تجزیہ) کرو کہ اس میں کیا میسج تھا۔ اگر سمجھ آ جائے تو ٹھیک ہے نہیں تو کسی سے پوچھ لو۔

اسی حوالے سے حضورِانور نے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کا واقعہ بھی ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اب وہ حضرت یوسفؑ کے زمانے میں بادشاہ کو بھی تو ایک خواب آئی تھی، اس کو سمجھ نہیں آئی تھی، جو اس کی interpretation (تعبیر) کرنے والے تھے انہوں نے کہا کہ یہ تو خیالی خوابیں ہیں، دماغ کا خیال ہے، لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی تعبیر کر دی۔ ان کو سمجھ آ گئی کہ سات بالیاں اور سات گائیاں اور ان کا کھانا اور نقصان ہونا اور زرخیز زمین ہونا اور drought (خشک سالی یا قحط) آنا اور یہ سارا کچھ، اس میں باتیں ہیں۔

حضورِانور نے توجہ دلائی کہ بعضوں کو خوابوں کی سمجھ نہیں آتی، اس لیے تمہیں بھی سمجھ نہ آئے تو صدقہ دے دو، بس simple (سادہ) علاج یہی ہے۔ اور اگر تو ایسی خواب ہے، جس میں کوئی صاف طور پر میسج ہے، نیکی کی تلقین جس میں کی جا رہی ہے، نیکی کی باتیں بتائی جا رہی ہیں تو وہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم یہ کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خواب ہے اور اگر کوئی ایسی بات ہے کہ جس میں تم کو کہا جائے کہ برائی کر لو، کچھ نہیں ہوتا، تو وہ سمجھو کہ یہ شیطانی خواب ہے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 30 جنوری 2025)

❋❋❋

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو لوگ بُرے لوگوں میں رہتے ہیں اور باوجود قدرت کے ان کو برائی سے نہیں روکتے اللہ تعالیٰ اُن کو ان کے مرنے سے پہلے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

(ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنہی)

طالب دعا: سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

خطبہ جمعہ

’’جب بندہ عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ساتویں آسمان تک بلند کر دیتا ہے‘‘ (حدیث نبوی ﷺ)

خدا تعالیٰ کو پانا ہے تو عاجزی ضروری شرط ہے

ہم اس بات پر یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ دنیا میں اگر کوئی کامل انسان پیدا ہوا ہے تو وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نہ آپؐ سے پہلے کوئی آپؐ جیسا کامل انسان پیدا ہوا نہ بعد میں پیدا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی اور تمام اخلاق اور تمام انسانی صفات کے اعلیٰ ترین معیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں جمع ہیں۔ کوئی خُلق لے لیں آپؐ میں اس کے اعلیٰ ترین معیار موجود ہیں جو کسی دوسرے انسان میں نہ تھے، نہ ہیں اور نہ ہوں گے۔ انہی صفات اور اخلاق میں ایک خُلق عاجزی اور انکساری کا ہے جس کی اعلیٰ ترین مثال آپؐ میں پائی جاتی ہے۔ اپنے ماننے والوں کو بھی آپ نے ہمیشہ یہ نصیحت فرمائی کہ ایک مومن کو عاجزی کے خُلق کو ہمیشہ اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کرنی چاہیے

اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں عظمتِ الٰہی ہوتی ہے ان کو لازماً خاکسار اور متواضع بننا ہی پڑتا ہے کیونکہ وہ خدا کی بے نیازی سے ہمیشہ ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ (حضرت مسیح موعودؑ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے اسوۂ حسنہ ہیں۔ اگر ان کی محبت کا دعویٰ ہے تو عاجزی اور انکساری کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی تم بھی کوشش کرو

اگر ہم خواہش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کریں تو عاجزی اس کے لیے بہت اہم چیز ہے

اللہ کی قسم! مَیں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے میرے مرتبہ سے جو اللہ نے مجھے دیا ہے بڑھا چڑھا کر بیان کرو (حدیث نبوی ﷺ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے پاس جاتے تو ان کے بچوں کو سلام کرتے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور ان کے لیے دعا کیا کرتے تھے

اطمینان رکھو میں کوئی بادشاہ نہیں۔ مَیں تو ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی (حدیث نبوی ﷺ)

میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو جیسے نصاریٰ نے ابن مریم کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ مَیں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں۔ اور تم یہ کہو کہ اس کا بندہ اور اس کا رسول (حدیث نبوی ﷺ)

یقیناً آپؐ خیر البریّہ تھے اور ہیں اور مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ رسولوں میں بھی سب سے افضل ہیں لیکن آپؐ نے انتہائی عاجزی سے اسے حضرت ابراہیمؑ کی طرف منسوب کر دیا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا کمال یہاں تک ہے کہ اگر کوئی بڑھیا بھی آپؐ کا ہاتھ پکڑتی تھی تو آپؐ کھڑے ہو جاتے اور اس کی باتوں کو نہایت توجہ سے سنتے اور جب تک کہ وہ خود آپؐ کو نہ چھوڑتی آپؐ نہ چھوڑتے تھے
(حضرت مسیح موعودؑ)

جب آپؐ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو لوگ آپؐ کی زیارت کے لیے آئے۔ عاجزی کی وجہ سے آپؐ کا سر کجاوے کو چھو رہا تھا۔ ایک اَور روایت کے مطابق آپؐ لوگوں کے درمیان تھے۔ فتح اور مسلمانوں کی کثرت دیکھ کر آپؐ کی ریش مبارک عاجزی کی وجہ سے کجاوے کو چھو رہی تھی یا قریب تھا کہ وہ چھو لے۔ آپؐ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ۔ کہ اے اللہ! یقیناً اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاجزی کے وہ معیار تھے جن کی مثال کہیں اَور نہیں ملتی۔ اور یہی وہ اُسوہ ہے جس پہ چلنے کی کوشش ہمیں کرنی چاہیے تا کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کا قُرب پانے والے بنیں

سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشے محض سمجھے اور آستانہ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے اور اس نور معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لیے قوّت اور حرارت پیدا کرتا ہے (حضرت مسیح موعودؑ)

انسان جب تک ایک غریب و بےکس بڑھیا کے ساتھ وہ اخلاق نہ برتے جو ایک اعلیٰ نسب عالی جاہ انسان کے ساتھ برتتا ہے یا برتنے چاہئیں اور ہر ایک طرح کے غرور اور رعونت اور کبر سے اپنے آپ کو نہ بچاوے وہ ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ (حضرت مسیح موعودؑ)

عاجزی و انکساری کے حوالے سے آنحضور ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کا دل آویز تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15؍مئی 2026ء بمطابق 15؍ہجرت 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

ہم اس بات پر یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ دنیا میں اگر کوئی کامل انسان پیدا ہوا ہے تو وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نہ آپؐ سے پہلے کوئی آپؐ جیسا کامل انسان پیدا ہوا نہ بعد میں پیدا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی اور تمام اخلاق اور تمام انسانی صفات کے اعلیٰ ترین معیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں جمع ہیں۔ کوئی خُلق لے لیں آپؐ میں اس کے اعلیٰ ترین معیار موجود ہیں جو کسی دوسرے انسان میں نہ تھے، نہ ہیں اور نہ ہوں گے۔ انہی صفات اور اخلاق میں ایک خُلق عاجزی اور انکساری کا ہے جس کی اعلیٰ ترین مثال آپؐ میں پائی جاتی ہے۔ اپنے ماننے والوں کو بھی آپؐ نے ہمیشہ یہ نصیحت فرمائی کہ ایک مومن کو عاجزی کے خُلق کو ہمیشہ اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلیٰ خُلق کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان الفاظ میں اعلان کرنے کا کہا کہ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ (الکہف: 111) تُو انہیں کہہ دے کہ مَیں صرف تمہاری ہی طرح کا ایک بشر ہوں۔ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو آخری اور کامل شریعت لانے والے نبی کا مقام عطا فرمایا۔ لیکن پھر بھی یہی آپؐ سے اعلان کروایا کہ کہہ دو کہ مَیں بشر ہوں اور ایک عاجز انسان ہوں۔ بہرحال اس حوالے سے آج میں کچھ احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات پیش کروں گا جن سے مختلف مواقع پر آپؐ کے اس خُلق کا اظہار ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کسی کامل انسان کا نمونہ موجود نہیں اور نہ آئندہ قیامت تک ہو سکتا ہے۔ پھر دیکھو کہ اقتداری معجزات کے ملنے پر بھی حضور کے شامل حال ہمیشہ عبودیت ہی رہی۔‘‘ عاجز انسان بن کے رہے۔ عاجز بندے بن کے رہے‘‘ اور باربار اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ ہی فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ کلمہ توحید میں اپنی عبودیت کے اقرار کا ایک جزو لازم قرار دیا جس کے بدوں مسلمان مسلمان ہی نہیں ہوسکتا۔ سوچو! اور پھر سوچو!! پس جس حال میں ہادی اکمل کی طرزِ زندگی ہم کو یہ سبق دے رہی ہے کہ اعلیٰ ترین مقام قرب پر بھی پہنچ کر عبودیت کے اعتراف کو ہاتھ سے نہیں دیا تو اَور کسی کا تو ایسا خیال کرنا اور ایسی باتوں کا دل میں لانا ہی فضول اور عبث ہے۔‘‘

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 140)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’خالی شیخیوں سے اور بے جا تکبر اور بڑائی سے پرہیز کرنا چاہیے اور انکساری اور تواضع اختیار کرنی چاہیے۔ دیکھو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ حقیقتاً سب سے بڑے اور مستحق بزرگی تھے ان کے انکسار اور تواضع کا ایک نمونہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ لکھا ہے کہ ایک اندھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر قرآن شریف پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن آپؐ کے پاس عمائد مکہ اور رؤسائے شہر جمع تھے اور آپؐ ان سے گفتگو میں مشغول تھے۔ باتوں میں مصروفیت کی وجہ سے کچھ دیر ہوجانے سے وہ نابینا اٹھ کے چلا گیا۔ یہ ایک معمولی بات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق سورۃ نازل فرمادی۔ اس پر آنحضرتؐ اس کے گھر میں گئے اور اسے ساتھ لاکر اپنی چادر مبارک بچھا کر بٹھایا۔

اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں عظمتِ الٰہی ہوتی ہے ان کو لازماً خاکسار اور متواضع بننا ہی پڑتا ہے کیونکہ وہ خدا کی بے نیازی سے ہمیشہ ترساں ولرزاں رہتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 298، ایڈیشن 2022ء)

پس یہ ایک واقعہ نہیں جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے بلکہ یہ ایک سبق ہے جو ہمیں دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے اسوۂ حسنہ ہیں۔ اگر ان کی محبت کا دعویٰ ہے تو عاجزی اور انکساری کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی تم بھی کوشش کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مومن کو عاجزی کی حقیقت اور اس پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک موقع پر فرماتے ہیں جس کی حضرت ابن عباسؓ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر انسان کے لیے سر کے ساتھ دو زنجیریں بندھی ہوئی ہیں۔ ایک زنجیر آسمان کی طرف ہے اور ایک زنجیر زمین کی طرف۔ جب بندہ عاجزی اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو وہ فرشتہ جس کے ہاتھ میں آسمان والی زنجیر ہے اسے اوپر اٹھا لیتا ہے۔ عاجزی سے بندہ نیچے جھکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اوپر کا مقام دیتا ہے اور جب وہ تکبر اور سرکشی کرتا ہے تو زمین والی زنجیر اسے نیچے کھینچ لیتی ہے۔ (الجامع لشعب الایمان للبیہقی جلد 10 صفحہ 456 حدیث: 7791 مکتبۃ الرشد)

تکبر کرنے والے کا پھر کوئی عمل قابل قبول نہیں ہوتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں نیچے گرا ہوا ہے، زمین پہ گرا ہوا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے ہی ایک روایت مروی ہے کہ

جب بندہ عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ساتویں آسمان تک بلند کردیتا ہے۔

(کنز العمال جلد 2 جزء 3 صفحہ 49 حدیث: 5717 دار الکتب العلمیۃ 2004ء)

پس اگر ہم خواہش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کریں تو عاجزی اس کے لیے بہت اہم چیز ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ مال میں سے کچھ کم نہیں کرتا اور اللہ کسی شخص کو عفو کی وجہ سے نہیں بڑھاتا مگر عزّت میں۔ یعنی عفو کی وجہ سے عزّت بڑھتی ہے۔ اور کوئی اللہ کے لیے تواضع اختیار نہیں کرتا مگر اللہ اسے بلندی عطا کرتا ہے۔ (جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی التواضع حدیث 2029)

پس یہ اصولی باتیں ایک مومن کے لیے بیان کیں کہ صدقہ اور مالی قربانی سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے۔ اس لیے یہ وہم دل سے نکال دو کہ مالی قربانی سے تمہارے مال میں کمی ہوگی۔ معاف اور درگزر کرنے سے عزّت میں کمی نہیں ہوتی بلکہ عزّت بڑھتی ہے۔ یہ حقیقت اگر لوگ پہچان لیں تو معاشرے میں جو جھگڑے ہیں ان دنیا کے معاشرتی جھگڑوں کے بہت سارے مسائل حل ہوجائیں گے۔ پھر فرمایا اور عاجزی اختیار کرنے سے اللہ تعالیٰ بلندی عطا کرتا ہے۔ جتنے عاجز بنو گے اللہ تعالیٰ اتنا ہی تمہیں بلند مقام دے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے لیے عاجزی کے کیا معیار تھے۔

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخاطب کر کے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اے ہمارے سردار ابنِ سردار! اے ہمارے خیر ابنِ خیر! اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! تقویٰ کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ شیطان تمہیں بہکا نہ دے۔ مَیں محمد بن عبداللہ ہوں۔ اللہ کا بندہ اور اس کا پیغمبر۔ اللہ کی قسم! مَیں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے میرے مرتبہ سے جو اللہ نے مجھے دیا ہے بڑھا چڑھا کر بیان کرو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 394 مسند انس بن مالک، حدیث 12579 عالم الکتب بیروت)

پس اللہ تعالیٰ نے جو آپؐ سے اعلان کروایا تو اپنے عملی نمونے سے بھی آپؐ نے اسے ثابت کردیا۔

پھر آپؐ کی اپنی عاجزی کی انتہا کی ایک اَور مثال حدیث میں ملتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ نے کہا مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے: کسی کو اس کا عمل جنت میں ہرگز داخل نہیں کرے گا۔ صحابہؓ نے کہا: یارسول اللہؐ آپ کو بھی؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں! مجھے بھی نہیں۔ سوائے اس کے کہ اللہ مجھے اپنے فضل اور رحمت میں ڈھانپ لے۔ اس لیے جو عمل کرو نہایت سنوار کر کرو اور اسے قرب الٰہی کے لیے بجالاؤ۔ اور تم میں سے کوئی موت کی آرزو ہرگز نہ کرے۔ اگر وہ نیک ہوا تو ہوسکتا ہے کہ وہ نیکی میں اور ترقی کرے اور اگر بد ہوا تو ہو سکتا ہے وہ توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو دور کرے۔

(صحیح البخاری کتاب المرضی باب تمنی المریض الموت حدیث 5673 مترجم جلد 14 صفحہ 45 تا 46 شائع کردہ نظارت اشاعت)

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ مساکین سے محبت کیا کرو کیونکہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی دعا میں کہتے ہوئے سنا ہے کہ

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْمِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْفِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ۔ کہ اے میرے اللہ! مجھے مسکین کے طور پر زندہ رکھ اور مسکین کے طور پر موت دینا اور مسکینوں کے گروہ میں مجھے اٹھانا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب مجالسۃ الفقراء حدیث 4126)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے ذکر کیا کرتے تھے اور بیکار کام نہیں کرتے تھے۔ یعنی ذکر الٰہی بہت کرتے تھے۔ نماز لمبی کرتے اور خطبہ مختصر دیتے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بُرا نہیں مناتے تھے کہ آپؐ بیوہ اور مسکین کے ساتھ چلیں اور ان کی ضرورت پوری کریں۔

(سنن النسائی کتاب الجمعۃ باب مایستحب من تقصیر الخطبۃ، حدیث 1415)

عاجزی کی یہ بھی حالت تھی۔ عبادت کے معیار تو تھے ہی تھے لیکن عاجزی کا بھی یہ حال تھا کہ کسی بھی مسکین اور بیوہ کی بات سننے کے لیے پورے صبر اور تحمل سے اس کو وقت دیا کرتے تھے۔

حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ اہل مدینہ کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی بھی اپنی حاجات کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر آپؐ کو جہاں چاہتی لے جاتی۔

(صحیح البخاری کتاب الادب باب الکبر...... مترجم جلد 14 صفحہ 489-490 روایت 6072 شائع کردہ نظارت اشاعت)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے جس کی عقل میں کچھ فرق تھا عرض کیا یا رسول اللہؐ! مجھے آپؐ سے کام ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اے ام فلاں! دیکھ جس گلی میں بھی تُو چاہتی ہے لے چل یہاں تک کہ مَیں تیرا کام پورا کردوں۔ پھر آپؐ اس کے ساتھ ایک راستے پر تشریف لے گئے یہاں تک کہ اس نے اپنا کام عرض کیا اور وہ کروالیا، جو مطالبہ تھا وہ پورا ہوگیا۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب قرب النبی علیہ السلام من الناس وتبرکھم بہ مترجم جلد 12 صفحہ 235 روایت نمبر 4279 شائع کردہ نور فاؤنڈیشن)

بہرحال روایت میں اس عورت کا نام اُمّ زُفر بیان ہوا ہے جو حضرت خدیجہؓ کی خادمہ تھیں اور یہ اتنا زیادہ عقلمند نہیں تھیں۔ عقل میں تھوڑا سا نقص بھی ہوگا۔ بعض دفعہ کچھ ایسے ہوتے ہیں جو بات کو سمجھ نہیں سکتے۔ فہم اچھی طرح نہیں ہوتا۔ یہ نہیں کہ خدانخواستہ دماغی طور پر مفلوج تھیں لیکن بہرحال اتنی عقل والی بھی نہیں تھیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جذبات کا بھی خیال رکھا۔ (الکوکب الوہاج شرح صحیح مسلم جلد 23 صفحہ 155 مکتبہ دار المنہاج)

ایک روایت میں آتا ہے۔ عدی بن حاتم بیان کرتے ہیں کہ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوا یہاں تک کہ مدینہ پہنچا اور مسجد میں داخل ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہو؟ مَیں نے عرض کیا: مَیں عدی بن حاتم ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور مجھے اپنے گھر کی طرف لے جانے لگے۔ راستے میں ایک ضعیف عورت آگئی اور اس نے بڑی دیر تک آپؐ سے کچھ اپنی حاجت عرض کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی خاطر کھڑے رہے۔ کہتے ہیں مَیں نے اپنے دل میں کہا یہ شخص بادشاہ نہیں ہوسکتا۔ بادشاہ تو اس طرح غریبوں کے لیے کھڑے نہیں ہوتے۔ بادشاہوں میں ایسے اخلاق نہیں ہوتے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے لے کر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور ایک موٹا گدا اٹھا کر میری طرف ڈال دیا اور فرمایا اس پر بیٹھو۔ گھر میں ایک cushion سا پڑا تھا اس کو اس مہمان کو دے دیا۔ مَیں نے عرض کیا کہ آپؐ اس پہ تشریف رکھیں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں! تم بیٹھو۔ آخر مَیں اس پر بیٹھا اور آپؐ زمین پر بیٹھے۔ مَیں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بات ہرگز بادشاہوں کی سی نہیں ہے۔ یہ تو بہت عاجز انسان کی باتیں ہیں۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 854 دار الکتب العلمیۃ 2001ء)

بچوں سے بھی پیار اور عاجزی کا اظہار کرتے تھے۔ انہیں سلام میں پہل کرتے تھے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے پاس جاتے تو ان کے بچوں کو سلام کرتے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور ان کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔

(السنن الکبریٰ للنسائی کتاب المناقب باب ابناء الانصارؓ حدیث 8349 جلد 5 صفحہ 92 دار الکتب العلمیۃ)

حضرت ابن مسعودؓ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ نے اس سے بات کی اور حضورؐ کے رعب کی وجہ سے اس کے کندھے کانپنے لگے۔ آپؐ نے اس سے فرمایا: اطمینان رکھو میں کوئی بادشاہ نہیں۔ مَیں تو ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ باب القدید، حدیث 3312)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’دیکھو! ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابیاں اگرچہ

ایسی تھیں کہ تمام انبیائے سابقین میں اس کی نظیر نہیں ملتی مگر آپؐ کو خدا تعالیٰ نے جیسی جیسی کامیابیاں عطا کیں آپ اتنی ہی فروتنی اختیار کرتے گئے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص حضورؐ کے حضور پکڑ کر لایا گیا۔ آپ نے دیکھا تو وہ بہت کانپتا تھا اور خوف کھاتا تھا مگر جب وہ قریب آیا تو آپؐ نے نہایت نرمی اور لطف سے دریافت کیا اور فرمایا کہ تم ایسے ڈرتے کیوں ہو؟ آخر میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہی ہوں اور ایک بڑھیا کا فرزند ہوں۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 217 تا 218، ایڈیشن 2022ء)

ظاہری رکھ رکھاؤ اور تکلّف سے بھی آپؐ بہت بالا تھے۔

اس کا اظہار آپؐ کے مدینہ ہجرت کے وقت کے واقعہ میں ملتا ہے۔ کئی دفعہ ہم نے سنا ہے۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ ہجرتِ مدینہ کے وقت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہ سنتے ہی مسلمان اٹھ کر اپنے ہتھیاروں کی طرف لپکے اور حَرّہ کے میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔ آپؐ انہیں ساتھ لیے ہوئے داہنی طرف مڑے اور بنو عمرو بن عوف کے محلے میں ان کے ساتھ اترے اور یہ دوشنبہ سوموار کا دن تھا اور ربیع الاوّل کا مہینہ تھا۔ حضرت ابوبکرؓ لوگوں سے ملنے کے لیے کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش بیٹھے رہے اور انصار میں سے وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا آئے اور حضرت ابوبکرؓ کو سلام کرنے لگے یہاں تک کہ دھوپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑنے لگی۔ حضرت ابوبکرؓ اٹھے اور انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی چادر سے سایہ کیا۔ اس وقت لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا۔

(صحیح البخاری کتاب المناقب الانصار باب ھجرۃ النبیؐ واصحابہ...... مترجم جلد 07 صفحہ 400 روایت 3906 شائع کردہ نظارت اشاعت)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا۔ وہ منبر پر کھڑے کہہ رہے تھے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے:

میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو جیسے نصاریٰ نے ابنِ مریم کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ مَیں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں۔ اور تم یہ کہو کہ اس کا بندہ اور اس کا رسول۔

(صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ واذکر فی الکتاب مریم...... مترجم جلد 6 صفحہ 426 حدیث 3445 شائع کردہ نظارت اشاعت)

اسی طرح علی بن حسینؓ نے اپنے والد سے روایت کی ہم سے اسلام کی محبت کی وجہ سے محبت کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ میرے مقام و مرتبہ کو حد سے زیادہ نہ بڑھاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنانے سے پہلے اپنا بندہ بنایا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی محبت کی وجہ سے محبت کرو۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد 3 صفحہ 138-139 حدیث: 2889 مکتبہ ابن تیمیہ)

مُطَرِّفُ نے بیان کیا کہ میرے والد نے بتایا کہ مَیں بنو عامر کے وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ ہم نے عرض کیا کہ آپؐ ہمارے سردار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: سردار تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔ ہم نے عرض کیا آپؐ ہم میں فضل کے لحاظ سے افضل ترین ہیں اور احسان کرنے میں ہم سب سے عظیم ترین ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اپنی بات بیان کرو یا فرمایا اپنی باتیں بیان کرو۔ شیطان تمہیں دلیر نہ کر دے۔

(سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فی کراھیۃ التمادح روایت 4806)

یہ ہے آپؐ کی عاجزی کا مقام کہ فوراً ٹوک دیا کہ ان باتوں کو چھوڑو۔ ہوسکتا ہے یہ تمہارے اندر بعد میں بعض خرابیاں پیدا کریں۔ تم اپنا جو اصل مقصد ہے، جس کے لیے آئے ہو وہ بیان کرو اور میرے لیے غلط قسم کی باتیں نہ کرو حالانکہ آپؐ کے لیے تعریف کے جو الفاظ استعمال کیے جاتے وہ ہوسکتے تھے۔

حضرت رُبَیِّع بنتِ مُعَوِّذ بن عَفْرَاء کہتی تھیں کہ جب میرا رخصتانہ ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اندر تشریف لائے اور میرے بستر پر اس طرح بیٹھ گئے جیسے تم میرے پاس بیٹھے ہو۔ (جس کو بیان کر رہی ہیں اس کو انہوں نے کہا۔) تو اس وقت ہماری چند لڑکیاں دف بجانے لگیں اور میرے ان بزرگوں کی تعریف کرنے لگیں جو جنگِ بدر میں مارے گئے تھے اور ان اشعار میں ان میں سے ایک لڑکی نے کہا: ہم میں ایک ایسا نبی ہے جو جانتا ہے کہ کل کیا کچھ ہوگا۔ آپؐ نے فوراً فرمایا: اس کو جانے دو اور وہی گاؤ جو تم پہلے گا رہی تھیں۔ (صحیح البخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح والولیمۃ 5147، جلد 13 صفحہ 84-85 شائع کردہ نظارت اشاعت) یہ باتیں غلط ہیں کہ مجھے غیب کا علم ہے۔ عالم الغیب تو صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔

حضرت عبداللہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: کسی کو نہ چاہیے کہ وہ کہے کہ مَیں یونس بن مَتّٰی سے افضل ہوں۔ باوجود افضل ہونے کے آپؐ نے اس مقابلہ سے منع فرمایا اور انتہائی عاجزی کا اظہار کیا۔

(صحیح البخاری کتاب تفسیر القرآن باب قولہ: {إنا أوحينا إليك كما أوحينا إلى نوح} [النساء: 163]
روایت 4603 مترجم جلد 10 صفحہ 227 شائع کردہ نظارت اشاعت)

اسی طرح حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا خیر البریہ! یعنی اے مخلوق میں سب سے بہترین شخص۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ابراہیم علیہ السلام تھے۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابراہیم الخلیل ﷺ...... مترجم جلد 12 صفحہ 280 روایت 4353 شائع کردہ نور فاؤنڈیشن)

یقیناً آپؐ خیر البریّہ تھے اور ہیں اور مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ رسولوں میں بھی سب سے افضل ہیں لیکن آپؐ نے انتہائی عاجزی سے اسے حضرت ابراہیم کی طرف منسوب کر دیا۔

آپؐ کی عاجزی کی ایک مثال کا ایک ذکر یوں ملتا ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبہ آواز دی اور ہر دفعہ آپؐ نے کہا: لبیک لبیک یعنی مَیں حاضر ہوں۔ مَیں حاضر ہوں۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد کتاب علامات النبوۃ باب فی تواضعہ ﷺ جلد 8 صفحہ 421 روایت 14224 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

جب قریباً سارا عرب فتح ہو گیا تو اس فاتح عرب نے ایک لاکھ سے زائد صحابہؓ کے ساتھ حج فرمایا اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا ایک عام کجاوے والی سواری پر اور چادر پر جو چار درہم کے برابر تھی بلکہ اس کے بھی برابر نہیں تھی یعنی بہت عام سی چادر تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ اَللّٰھُمَّ حَجَّۃٌ لَا رِیَاءَ فِیْھَا وَلَا سُمْعَۃَ۔ اے اللہ! حج ہے، ایسا حج کہ اس میں نہ کوئی ریا ہے یعنی دکھاوا ہے نہ شہرت کی طلب ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب المناسک باب الحج علی الرحل روایت نمبر 2890) (السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 361 مکتبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور آپؐ کے نام کی تعریف میں بیان فرماتے ہیں کہ ’’احمد کا نام مظہر جمال ہے اور اس کے مقابل پر محمد کا نام مظہرِ جلال ہے‘‘ دو نام ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ ’’وجہ یہ کہ اسم محمد میں سرِّ محبوبیت ہے‘‘ یعنی جو محمد کا نام ہے اس میں محبوب ہونے کا راز مخفی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں آپؐ ’’کیونکہ جامع محامد ہے اور کمال درجہ کی خوبصورتی اور جامع المحامد ہونا جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے۔‘‘ سب تعریفوں کا مجموعہ ہیں آپؐ اور سب تعریفوں کا مجموعہ اسی وقت ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا جلال بھی آپ پر ظاہر ہو اور آپ اس کا اظہار بھی کریں اور اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپؐ کو بلند مقام دیا ہے وہ بلند مقام بھی آپ کا اظہار ہو ’’لیکن اسمِ احمد میں سرِّ عاشقیت ہے۔‘‘ عاشقی کا رنگ پوشیدہ ہے ’’کیونکہ حامدیت کو انکسار اور عشقی تذلل اور فروتنی لازم ہے اسی کا نام جمالی حالت ہے۔‘‘ احمد کا نام جمالی حالت اس لیے ہے کہ اس میں عشق پایا جاتا ہے ’’اور یہ حالت فروتنی کو چاہتی ہے‘‘ عاجزی کو چاہتی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شان محبوبیت بھی تھی جس کا اسم محمد مقتضی تھا‘‘ اسم محمد مقتضی تھا۔ یعنی محمد کا نام اسی بات کا تقاضا کرتا تھا جو آپؐ خدا تعالیٰ کے محبوب تھے ’’کیونکہ محمد ہونا یعنی جامع جمیع محامد ہونا شانِ محبوبیت پیدا کرتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں شانِ مُحِبِیَّت بھی تھی جس کا اسم احمد مقتضی ہے۔‘‘ یعنی اسم احمد جو نام ہے اس کا یہ تقاضا تھا کہ آپؐ میں محبت کرنے کی صلاحیت بھی ہو ’’کیونکہ حامد کے لیے محب ہونا ضروری ہے۔ ہر ایک شخص کسی کی سچی اور کامل تعریف تبھی کرتا ہے جبکہ اس کا محب بلکہ عاشق ہو اور عاشق اور محب ہونے کے لیے فروتنی لازم ہے۔‘‘ کسی کا عاشق ہونے کے لیے عاجزی دکھانا ضروری ہے۔ رعب ڈال کے عشق نہیں ظاہر ہوتا ’’اور یہی جمالی حالت ہے جو حقیقتِ احمدیہ کو لازم پڑی ہوئی ہے۔ محبوبیت جو اسمِ محمد میں مخفی تھی صحابہ کے ذریعہ سے ظہور میں آئی اور جو لوگ ہتک کرنے والے اور گردن کش تھے محبوبِ الٰہی ہونے کے جلال نے ان کی سرکوبی کی۔‘‘ (اربعین نمبر 4، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 447-448) آپ اللہ کے محبوب تھے تو اللہ تعالیٰ نے پھر جلال بھی دکھایا اور صحابہؓ کے ذریعہ سے وہ جلال دکھایا اور دشمنوں کو پارہ پارہ کیا۔

پھر اس کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’آپؐ کے مبارک ناموں میں ایک سرّ یہ ہے کہ محمد اور احمد جو دو نام ہیں ان میں دو جدا جدا کمال ہیں۔ محمدؐ کا نام جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے جو نہایت درجہ تعریف کیا گیا ہے اور اس میں ایک معشوقانہ رنگ ہے کیونکہ معشوق کی تعریف کی جاتی ہے۔ پس اس میں جلالی رنگ ہونا ضروری ہے مگر احمد کا نام اپنے اندر عاشقانہ رنگ رکھتا ہے کیونکہ تعریف کرنا عاشق کا کام ہے۔ وہ اپنے محبوب و معشوق کی تعریف کرتا رہتا ہے۔ اس لیے جیسے محمدؐ محبوبانہ شان میں جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے اسی طرح پر احمد عاشقانہ شان میں ہو کر غربت اور انکساری کو چاہتا ہے‘‘ یہ جو دوسرا نام احمد ہے عاجزی اور انکساری کا وصف اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ ’’اس میں ایک سرّ یہ تھا کہ آپ کی زندگی کی تقسیم دو حصوں پر کر دی گئی۔‘‘ دو حصے تھے آپؐ کی زندگی کے ’’ایک تو مکی زندگی تھی جو ۱۳ برس کے زمانہ کی ہے اور دوسری وہ زندگی ہے جو مدنی زندگی ہے اور وہ ۱۰ برس کی ہے۔ مکہ کی زندگی میں اسمِ احمد کی تجلی تھی۔ اس وقت آپ کے دن رات خدا تعالیٰ کے حضور گریہ و بکا اور طلبِ استعانت اور دعا میں گزرتے تھے۔‘‘ عاجزی اور انکساری کا انتہائے نفس سے تعلق تھا گو بعد کا بھی یہی حال ہے لیکن یہاں صرف اور صرف یہی صفت ظاہر ہو رہی تھی ’’اگر کوئی شخص آپ کی اس زندگی کے بسر اوقات پر پوری اطلاع رکھتا ہو تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ جو تضرع اور زاری آپ نے اس مکی زندگی میں کی ہے وہ کبھی کسی عاشق نے اپنے محبوب و معشوق کی تلاش میں کبھی نہیں کی اور نہ کر سکے گا۔‘‘ اللہ تعالیٰ کی محبت میں جس طرح فنا ہو کر وہاں اظہار ہوا اس کی مثال آپؑ دے رہے ہیں۔ گو آپؐ کی ساری زندگی اس بات سے بھری پڑی ہے لیکن خاص طور پر اس زمانے کی بات ہے۔ ’’پھر آپ کی تضرّع اپنے لیے نہ تھی بلکہ یہ تضرع دنیا کی حالت کی پوری واقفیت کی وجہ سے تھی۔ خدا پرستی کا نام و نشان چونکہ مٹ چکا تھا اور آپ کی روح اور خمیر میں اللہ تعالیٰ میں ایمان رکھ کر ایک لذّت اور سرور آ چکا تھا اور فطرتاً دنیا کو اس لذّت اور محبت سے سرشار کرنا چاہتے تھے۔ اِدھر دنیا کی حالت کو دیکھتے تھے تو ان کی استعدادیں اور فطرتیں عجیب طرز پر واقع ہو چکی تھیں اور بڑے مشکلات اور مصائب کا سامنا تھا۔

غرض دنیا کی اس حالت پر آپ گریہ وزاری کرتے تھے اور یہاں تک کرتے تھے کہ قریب تھا کہ جان نکل جاتی۔ اسی کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ (الشعراء:4)'' شاید تُو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا کہ وہ کیوں نہیں مومن ہوتے۔ ''یہ آپ کی متضرّعانہ زندگی تھی اور اسم احمد کا ظہور تھا۔ اس وقت آپ ایک عظیم الشان توجہ میں پڑے ہوئے تھے۔ اس توجہ کا ظہور مدنی زندگی اور اسم محمدؐ کی تجلّی کے وقت ہوا جیسا کہ اس آیت سے پتہ لگتا ہے۔'' پہلا زمانہ جو تھا وہ احمد کی زندگی تھی۔ اب مدینہ میں آ گئے تو محمد کی تجلّی ظاہر ہوئی۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔ صحابہؓ کے ذریعہ سے بھی دشمنوں کو فنا کیا۔ یہاں آپؑ فرماتے ہیں کہ اس تجلّی کا وقت ہوا جیسا کہ اس آیت سے پتہ لگتا ہے کہ ''وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ (ابراہیم:16)۔'' (ملفوظات جلد 2 صفحہ 62-63 ایڈیشن 2022ء) اور انہوں نے فتح کے لیے دعا کی اور ہر ایک سرکش اور حق کا دشمن ناکام و نامراد ہو گیا۔ مدینہ میں آ کر پھر جو دشمن نے سختی کی تو وہاں پھر جلوہ محمد ظاہر ہوا اور پھر ہر دشمن تباہ و برباد ہو گیا۔ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ۔ اللہ تعالیٰ سے مانگا۔ فتح مانگی اور اللہ تعالیٰ نے پھر دشمن پر فتح عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے دشمنوں کو تباہ و برباد کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت جس قدر بعض مقامات پر فروتنی اور انکساری میں کمال پر پہنچی ہوئی نظر آتی ہے وہاں معلوم ہوتا ہے کہ اسی قدر آپؐ روح القدس کی تائید اور روشنی سے مؤید اور منوّر رہیں۔ جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی اور فعلی حالت سے دکھایا ہے یہاں تک کہ آپؐ کے انوار و برکات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ ابدالآباد تک اسی کا نمونہ اور ظِلّ نظر آتا ہے'' ہمیشہ یہی نمونہ نظر آئے گا'' چنانچہ اس زمانہ میں بھی جو کچھ خدا تعالیٰ کا فیض اور فضل نازل ہو رہا ہے وہ آپؐ ہی کی اطاعت اور آپؐ ہی کی اتباع سے ملتا ہے۔

مَیں سچ کہتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف اور حقائق اور کشوف سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس پر ملتے ہیں جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کھویا نہ جائے اور اس کا ثبوت خود خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ (آل عمران:32)'' تُو کہہ دے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو تو اللہ بھی تم سے محبت کرے گا

''اور خدا تعالیٰ کے اس دعویٰ کی عملی اور زندہ دلیل مَیں ہوں۔''

آپؑ فرماتے ہیں کہ اس کی عملی دلیل مَیں ہوں۔ مَیں محبت کرتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اللہ تعالیٰ کے فضل مجھ پر نازل ہو رہے ہیں۔ ''ان نشانات کے ساتھ جو خدا تعالیٰ کے محبوبوں اور ولیوں کے قرآن شریف میں مقرر ہیں مجھے شناخت کرو۔ غرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا کمال یہاں تک ہے کہ اگر کوئی بڑھیا بھی آپؐ کا ہاتھ پکڑتی تھی تو آپؐ کھڑے ہو جاتے اور اس کی باتوں کو نہایت توجہ سے سنتے اور جب تک کہ وہ خود آپؐ کو نہ چھوڑتی آپؐ نہ چھوڑتے تھے۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 188-189 ایڈیشن 2022ء)

ایک روایت میں آپؐ کی عاجزی اور سادگی کا ذکر اس طرح ملتا ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی عیادت فرماتے۔ جنازے پہ تشریف لاتے اور گدھے پر سوار ہو جاتے۔ معمولی سواری بھی ہوتی تو سوار ہو جاتے اور غلام کی دعوت قبول فرماتے اور بنوقُریظہ کے دن آپؐ گدھے پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کی چھال کی رسی کی تھی اور اس پر کھجور کی چھال کی زِین تھی۔ یعنی بہت معمولی تھی۔

(جامع الترمذی ابواب الجنائز باب آخر حدیث 1017)

ایک روایت میں آتا ہے حضرت عثمانؓ نے ایک خطبہ میں بیان کیا کہ اللہ کی قسم! ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں بھی اور حضر میں بھی معیت حاصل رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بیماروں کی عیادت کرتے تھے۔ ہمارے جنازوں کے ساتھ جاتے تھے۔ ہر جگہ ہر کام میں وہ ہمارے ساتھ رہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 226 حدیث:504 عالم الکتب 1998ء)

اسی طرح حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے بکری کی ایک دستی یا پایہ کھانے کی دعوت دی جائے تو مَیں اس دعوت کو ضرور قبول کروں۔ اور اگر بکری کی دستی یا پایہ مجھے بطور ہدیہ بھیجا جائے تو مَیں اس کو ضرور لے لوں۔ یعنی معمولی سی چیز کی دعوت بھی ہو یا تحفہ ہو تو وہ بھی آپؐ قبول کرتے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب الھبۃ باب القلیل من الھبۃ مترجم جلد 04 صفحہ 615 روایت 2568 شائع کردہ نظارت اشاعت)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جَو کی روٹی اور پرانی چربی کی دعوت پر مدعو کیا گیا اور آپؐ نے دعوت بڑی خوشی سے قبول کر لی۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 610-611 روایت نمبر 13531، عالم الکتب بیروت 1998ء)

ایک روایت میں آپؐ کے سادہ کھانے کا ذکر یوں ملتا ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ایک درزی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی جو اس نے تیار کیا تھا۔ حضرت انس بن مالکؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مَیں بھی اس دعوت میں چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس نے روٹی اور شوربہ پیش کیا جس میں کدو کے قتلے اور گوشت کی بوٹیاں تھی۔ سالن جو تھا اس میں کدو اور گوشت تھا۔ مَیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ پیالے کے اردگرد سے جہاں کدو ہوتے لیتے اور گوشت چھوڑ دیتے تھے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے مَیں نے اس دن سے ہی کدو کھانا شروع کر دیا اور مَیں کدو پسند کرنے لگا۔

(صحیح البخاری کتاب البیوع باب الخیاط روایت 2092 مترجم جلد 04 صفحہ 58 شائع کردہ نظارت اشاعت)

یہاں مَیں اپنے مہمانوں کے لیے بھی ایک بات کر دوں۔ یہ ان کے لیے بھی ایک سبق ہے کیونکہ لنگر میں جلسہ کے دنوں میں خاص طور پر بعض دفعہ لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کہ ہمیں آلو گوشت میں سے صرف آلو نہیں ڈالنے بلکہ صرف گوشت ہی ڈال کے دو۔ تو یہ جو اُسوہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو ہم ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں کہ کھانا تو حساب سے پکتا ہے اس لیے جو ملے اس میں سے کھانا چاہیے اور ہر سبزی یا گوشت جو بھی ملے اس کو پسند کر کے کھا لینا چاہیے۔

پھر جذبات کے خیال اور عاجزی کی ایک مثال ایک روایت سے یوں ملتی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ پیالے میں شامل کیا۔ پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے اور اس پر توکل کرتے ہوئے کھاؤ۔

(جامع الترمذی أَبْوَابُ الْأَطْعِمَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَكْلِ مَعَ الْمَجْذُومِ حدیث:1817)

اسی طرح حضرت اسامہ بن زیدؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے۔ اس پر فَدَک کی بنی ہوئی چادر تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔ یہ کوئی نہیں تھا کہ میرے ساتھ کون بیٹھا ہے کون نہیں بیٹھا۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر باب وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ......(آل عمران:187)، حدیث:4566 مترجم جلد 10 صفحہ 156)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن فضل بن عباس کو اپنے پیچھے اونٹنی کی پشت پر سوار کر لیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستئذان باب قول اللّٰہ تعالیٰ یا یھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا ......، حدیث:6228 مترجم جلد 14 صفحہ 648)

اسی طرح حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب آپؐ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو لوگ آپ کی زیارت کے لیے آئے۔ عاجزی کی وجہ سے آپ کا سر کجاوے کو چُھو رہا تھا۔ ایک اَور روایت کے مطابق آپؐ لوگوں کے درمیان تھے۔ فتح اور مسلمانوں کی کثرت دیکھ کر آپؐ کی ریش مبارک عاجزی کی وجہ سے کجاوے کو چھو رہی تھی یا قریب تھا کہ وہ چھو لے۔ آپؐ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ۔ کہ اے اللہ! یقیناً اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔

(سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 226 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

عدل و انصاف اور انکسار اور تواضع کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ آپؐ نے اپنے پیچھے اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہؓ کے بیٹے اسامہؓ کو سوار فرمایا ہوا تھا حالانکہ قریش کے رؤوساء اور بنو ہاشم کے بیٹے بھی موجود تھے۔

(شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 414 دار الکتب العلمیۃ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ''یہ عُلُوّ جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو دیا جاتا ہے وہ انکسار کے رنگ میں ہوتا ہے اور شیطان کا عُلُوّ استکبار سے ملا ہوا تھا۔'' یعنی اس میں تکبر ہوتا ہے۔ ''دیکھو! ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ کو فتح کیا تو آپ نے اسی طرح اپنا سر جھکایا اور سجدہ کیا جس طرح پر ان مصائب اور مشکلات کے دنوں میں جھکاتے اور سجدے کرتے تھے جب اسی مکہ میں آپ کی ہر طرح سے مخالفت کی جاتی اور دکھ دیا جاتا تھا۔ جب آپ نے دیکھا کہ میں کس حالت میں یہاں سے گیا تھا اور کس حالت میں اب آیا ہوں تو آپ کا دل خدا کے شکر سے بھر گیا اور آپ نے سجدہ کیا۔'' (ملفوظات جلد 3 حاشیہ صفحہ 260، ایڈیشن 2022ء)

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر کے دن ہم میں سے ہر تین تین آدمیوں کے لیے ایک اونٹ مقرر تھا۔ حضرت ابولُبَابہؓ اور حضرت علیؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باری پیدل چلنے کی آئی تو یہ دونوں حضرات کہنے لگے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پیدل چلتے ہیں آپؐ سوار رہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دونوں پیدل چلنے میں مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو اور نہ ہی مَیں تم دونوں سے اجر کے معاملے میں مستغنی ہوں۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 116-117 مسند عبداللہ بن مسعود روایت 4009 عالم الکتب بیروت 1998ء)

ایک روایت میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپؐ نے ایک بکری بطور کھانے کے تیار کرنے کا حکم دیا۔ ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا ذبح کرنا میرے ذمہ ہے۔ دوسرے نے کہا یا رسول اللہؐ! اس کی کھال اتارنا میرے ذمہ ہے۔ ایک اَور نے کہا یا رسول اللہؐ! اس کا پکانا میرے ذمہ ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور ایندھن جمع کرنا میرے ذمہ ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم آپؐ کے لیے کافی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَیں جانتا ہوں کہ تم کافی ہو لیکن مَیں نہیں چاہتا کہ تم میں ممتاز رہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو ناپسند کرتا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں میں نمایاں نظر آئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور ایندھن جمع کرنے لگے۔

(تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 387-388 دار الکتب العلمیۃ 2009ء)

کوئی ایسا موقع نہیں آتا تھا جہاں آپؐ نے اپنی عاجزی کا نمایاں اظہار نہ فرمایا ہو۔

ایک روایت میں ہے۔ اسود نے بیان کیا کہ مَیں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ آپؐ اپنے گھر والوں کے کام کاج میں رہتے تھے۔ یعنی ان کے کاموں میں مدد کیا کرتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو آپؐ نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب من کان فی حاجۃ أہلہ ……، مترجم جلد 02 صفحہ 73 حدیث 676 شائع کردہ نظارت اشاعت)

پس یہ ان مَردوں کے لیے بھی سبق ہے جو گھر کے کام کاج سے بالکل انکاری ہو جاتے ہیں اور بیویوں کو بھی شکایت ہوتی ہے اور شکایت کا موقع ملتا ہے۔

اسی طرح ہِشَام بِن عُرْوَہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کوئی کام کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتے کی مرمّت کر لیتے تھے۔ اپنا کپڑا سی لیتے تھے اور اپنے گھر میں اسی طرح کام کرتے تھے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھر میں کام کرتا ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 313 مسند عائشہ حدیث: 25855 عالم الکتب 1998ء)

اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ صحابہؓ بھی آپؐ کے اسوہ کو دیکھ کے اپنے گھر کے کاموں میں اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔ لیکن یہ بھی واضح ہو کہ گھر کے کام کی اصل ذمہ داری بیویوں کی ہے اور یہ بات سن کے یہ نہ سمجھ جائیں کہ وہ اپنے فرض سے فارغ ہو گئیں لیکن مَردوں کی ذمہ داری ہے کہ ان کا ہاتھ بٹائیں۔

اسی طرح ایک اَور روایت میں آتا ہے۔ قاسم سے روایت ہے۔ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ تو انہوں نے بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سے ایک انسان تھے۔ اپنے کپڑے خود جھاڑتے تھے۔ اپنی بکری خود دوہتے تھے اور اپنا کام خود سرانجام دیتے تھے۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 507 مسند عائشۃ روایت 26724 عالم الکتب بیروت 1998ء)

ایک روایت حضرت ابو بُرْدَہؓ سے ہے۔ پہلے بھی اس کی ملتی جلتی روایتیں بیان ہوئی ہیں۔ اس میں اس کے علاوہ یہ ذکر ملتا ہے کہ آپؐ اون کا لباس پہنتے تھے۔ مویشیوں کو باندھ لیتے تھے اور مہمان کی خبرگیری کے لیے خود تشریف لے جاتے تھے۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی جلد 01 صفحہ 329 دار الکتب العلمیۃ 1988ء)

مہمان نوازی بھی خود کرتے تھے اور ہر قسم کا لباس چاہے موٹا کھردرا بھی ہو آپؐ پہن لیا کرتے تھے کوئی کسی قسم کا وہ نہیں تھا سادہ لباس تھا آپؐ کا۔

حضرت عامر بن ربیعہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ مَیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا۔ اس دوران آپؐ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو میں آپؐ کا جوتا لے کر اسے ٹھیک کرنے لگا۔ آپؐ نے میرے ہاتھ سے وہ جوتا واپس لے لیا اور فرمایا:

یہ ترجیحی سلوک ہے اور مجھے ترجیحی سلوک پسند نہیں۔

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد للہیثمی جلد 8 صفحہ 422 کتاب علاماۃ النبوۃ باب فی تواضعہ ﷺ روایت 14232 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حَسَنَہ بن خالد اور سُوَاء بِنِ خالد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی دیوار یا اپنے کسی مکان کی مرمت میں مصروف تھے۔ (سبل الھدیٰ و الرشاد جلد 7 صفحہ 36 دار الکتب العلمیۃ بیروت) ہاتھ سے اپنے گھر کا کام کر رہے تھے۔

اسی طرح صحیح بخاری میں مسجد نبوی کی تعمیر کی تفصیل ہے کہ جب آپؐ کی اونٹنی وہاں جا کے ٹھہر گئی جہاں دو لڑکوں کی زمین تھی تو آپؐ نے فرمایا یہ جگہ ہمارے لیے مناسب ہے۔ اور پھر آپؐ نے ان لڑکوں کو باوجود ان کے انکار کرنے کے اس زمین کی قیمت بھی ادا کی۔ اور پھر جب مسجد بنانے کا معاملہ شروع ہوا تو لوگوں کے ساتھ آپؐ مل گئے اور اینٹیں ڈھونے لگے۔ (صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب ہجرۃ النبی ﷺ وأصحابہ الی المدینہ مترجم جلد 07 صفحہ 401 روایت 3906 شائع کردہ نظارت اشاعت) جو کام تھا مسجد کی تعمیر کا اس میں بھی آپؐ نے حصہ لیا۔

اسی طرح حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خندق کے روز دیکھا۔ آپؐ مٹی ڈھو رہے تھے۔ حالت یہ تھی کہ مٹی نے آپؐ کے سینے کے بالوں کو چھپا رکھا تھا۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب الرجز فی الحرب مترجم جلد 05 صفحہ 378-379 روایت 3034 شائع کردہ نظارت اشاعت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عبداللہ بن ابی طلحہ کو لے کر گیا کہ آپؐ اس کو گھٹی دیں۔ یعنی بچہ پیدا ہوا تھا تو شروع میں شہد کی گھٹی دینے کے لیے، چٹانے کے لیے لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو گھٹی دی۔ میں نے آپؐ کو پایا کہ آپؐ اس وقت کام کر رہے تھے۔ آپؐ کے ہاتھ میں داغ لگانے والا وہ آلہ تھا جس سے جانوروں کے داغ لگاتے ہیں تاکہ نمبر لگ جائیں اور آپ صدقے کے اونٹوں کو داغ لگا رہے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب وسم الامام ابل الصدقۃ …… مترجم جلد 03 صفحہ 154 روایت 1502 شائع کردہ نظارت اشاعت)

تو یہ تھا کہ جہاں موقع ملے کام کرنے والا ہو تو وہ کر سکیں بجائے اس کے کہ آپؐ مددگاروں کو بلائیں۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت اَبُو اُمَامَہ البَاھِلِیؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپؐ عصا کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ ہم نے جب آپؐ کو دیکھا۔ ہم کھڑے ہو گئے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: ایسا نہ کرو جیسے اہلِ فارس اپنے بڑوں کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا کریں۔ آپؐ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَّا وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَاَصْلِحْ لَنَا شَاْنَنَا کُلَّہٗ۔

اے اللہ! ہمیں بخش دے۔ ہم پر رحم فرما اور ہم سے راضی ہو جا اور ہم سے قبول فرما اور ہمیں جنت میں داخل فرما اور ہمیں آگ سے بچا اور ہمارے سارے کام ٹھیک کر دے۔

راوی نے کہا تو گویا ہم نے یہ پسند کیا کہ آپؐ ہمیں اَور زیادہ دعا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں نے تمہارے لیے تمام باتیں جمع نہیں کر دیں۔

یعنی بڑی جامع دعا ہے۔ اس کو کیا کرو۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء باب دعاء رسول اللہ ﷺ روایت نمبر 3836)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’آپؐ کے انکسار کی یہ حالت تھی کہ آپؐ اپنے آنے پر لوگوں کو کھڑے ہونے سے منع فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے یہ تو ایرانیوں کا رواج ہے میں بادشاہ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے مجھے نبی بنایا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 15 صفحہ 157، ایڈیشن 2023ء)

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاجزی کے وہ معیار تھے جن کی مثال کہیں اَور نہیں ملتی۔ اور یہی وہ اسوہ ہے جس پہ چلنے کی کوشش ہمیں کرنی چاہیے تاکہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے بنیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپؐ کے اسوہ کی روشنی میں ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اَور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے۔ نہ علمی، نہ خاندانی، نہ مالی جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دُور کر دے۔

پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشے محض سمجھے اور آستانہ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے اور اس نور معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لیے قوّت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔

پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اَور بھی ترقی ہو کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشے سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اتریں گے جو اس کو روشنی اور قوّت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔ دنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبر ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے۔ پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اسے حقیر سمجھتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 59-60 ایڈیشن 2022ء)

پھر آپؑ نے فرمایا:

’’انسان جو ایک عاجز مخلوق ہے اپنے تئیں شامت اعمال سے بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ کبر اور رعونت اس میں آ جاتی ہے۔ اللہ کی راہ میں جب تک انسان اپنے آپ کو سب سے چھوٹا نہ سمجھے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔‘‘ کبیر (بھگت کبیر) ہندوستان میں ایک صوفی شاعر تھے کہتے ہیں ’’کبیر نے سچ کہا ہے کہ

بھلا ہوا ہم نیچ بھلے ہر کو کیا سلام جے ہوتے گھر اونچ کے ملتا کہاں بھگوان

یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم چھوٹے گھر میں پیدا ہوئے۔ اگر عالی خاندان میں پیدا ہوتے تو خدا نہ ملتا۔ جب لوگ اپنی اعلیٰ ذات پر فخر کرتے تو کبیرا اپنی ذات‘‘ پہ جو کپڑے بننے والے تھے ’’بافندہ پر نظر کر کے شکر کرتا۔ پس انسان کو چاہیے کہ ہر دم اپنے آپ کو دیکھے کہ میں کیسا ہیچ ہوں۔ میری کیا ہستی ہے۔ ہر ایک انسان خواہ کتنا ہی عالی نسب ہو مگر جب وہ اپنے آپ کو دیکھے گا بہرنہج وہ کسی نہ کسی پہلو میں بشرطیکہ آنکھیں رکھتا ہو تمام کائنات سے اپنے آپ کو ضرور بالضرور ناقابل و ہیچ جان لے گا۔

انسان جب تک ایک غریب و بے کس بڑھیا کے ساتھ وہ اخلاق نہ برتے جو ایک اعلیٰ نسب عالی جاہ انسان کے ساتھ برتتا ہے یا برتنے چاہئیں اور ہر ایک طرح کے غرور اور رَعونت اور کبر سے اپنے آپ کو نہ بچاوے وہ ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 138 ایڈیشن 2022ء)

خدا تعالیٰ کو پانا ہے تو عاجزی ضروری شرط ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عاجزی کی حقیقت کو سمجھنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو ہمیشہ سامنے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۵/ جون ۲۰۲۶ء، صفحہ ۱ تا ۸)

⁂

سیرت النّبی ﷺ

از تحریرات و فرمودات
(سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(تحقیق و ترتیب: مکرم آصف احمد خان صاحب)

باب اول (قسط نمبر 10)

عرب و عجم قبل از اسلام
آنحضور ﷺ کے آباء و اجداد

سیّد الکونین حضرت محمد ﷺ کا مطہّر نسب:

جیسا کہ آپؑ نے آنحضور ﷺ کی علوِ نسبی قرآن کریم اور تاریخ عرب کی رو سے بیان فرمائی ہے اور بالخصوص جن آیات کا ذکر فرمایا ہے یعنی (توبہ: 128 اور الشعراء: 218، 220) ہیں اور دیگر بزرگ مفسرین نے بھی ان آیات کا یہی مضمون بیان کیا ہے مثلاً علامہ ابن کثیر لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ (توبہ: 128) کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ مومنین پر احسان ظاہر فرماتا ہے کہ ہم نے تمہارے لئے تمہاری ہی طرح کا ایک رسول بھیجا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡھِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡھُمۡ اور وَلَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اور لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ جعفر بن ابی طالبؓ نے نجاشی سے اور مغیرہؓ نے سفیر کسریٰ سے کہا تھا اللہ نے ہم میں ہماری ہی قوم کا ایک رسول بھیجا ہے جس کے نسب سے ہم واقف ہیں جس کی صفات جانتے ہیں جس کے اٹھنے بیٹھنے اور صدق امانت سے ہم واقف ہیں زمانہ جاہلیت سے بھی جس کے خاندان پر کوئی دھبہ نہیں ہے۔ اس مضمون کو اسی آیت ’’لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ‘‘ کے تحت امام فخر الدین رازیؒ نے بھی بیان کیا ہے اور انہوں نے اس کی دوسری قرأت جس کا ذکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کا بھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازیؒ تحریر کرتے ہیں کہ۔ ’’ آن المقصود من ذکر ھذہ الصِّفَۃُ التنبیہ علی طھارتِہٖ کَانَّ قِیۡلَ ھُوَ مِنۡ عَشِیۡرَتِکُمۡ تَعرفونہ بالصدق والامانۃ والعفافِ والصیانۃ…وقُرِءَ مِن اَنۡفَسِکُمۡ اَیۡ مِنۡ اَشۡرَفِکُمۡ وأفضلکُمۡ وقیل ھِیَ قِرائہ رسُوۡلِ اللّٰہِ وَ فاطمہ وَ عائشہ یعنی مقصود آپ ﷺ کی اس صفت کے بیان کا یہ ہے تا آپ ﷺ کی پاکیزگی بیان ہو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے آپ ﷺ تمہارے ہی قبیلہ میں سے ہیں اور تم ان کے صدق و امانت و عفت و صیانت سے خوب واقف ہو....اور اس آیت کو مِن اَنۡفَسِکُمۡ بھی پڑھا گیا ہے۔ اور یہ قرائت رسول اللہ ﷺ و فاطمہؓ و عائشہؓ کی ہے۔

محفوظ نسب:

کسی بھی خاندان کے نسب کا شرف اس بات کو بھی سمجھا جاتا ہے کہ اس خاندان کا نسب کتنی پشتوں تک معلوم و محفوظ ہے۔ جس خاندان کا نسب جتنی دُور کی پشتوں تک معلوم و محفوظ ہو وہ اتنا ہی معزز سمجھا جاتا ہے اور وہ افراد، قوم یا خاندان جس کا نسب بھی محفوظ ہو اور خالص بھی ہو اس کی تمام پشتوں میں بکثرت نیک کردار لوگ موجود ہوں وہ قوم حسب و نسب کے لحاظ سے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ دنیا کی تمام قدیم اقوام میں سے ایک حضرت محمد ﷺ کا خاندان ہی ایسا ہے جس کا نسب ابتدا سے لیکر انتہا تک محفوظ اور خالص ہے اور نیک کردار لوگوں حتی کہ ملہمین سے پُر رہا ہے۔ تاریخ کی متعدد کتب میں نبی اکرم ﷺ کا نسب نامہ درج ہے ’’محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصیّ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن عدنان بن اسماعیلؑ بن ابراہیمؑ‘‘ یہ نسب نامہ جملہ کتب تاریخ میں بغیر کسی اختلاف کے موجود ہے۔ اور یہ عرب میں ایسا مشہور و معروف تھا کہ جس میں کوئی شبہ نہ تھا۔ نسب نامہ معلوم و محفوظ رہنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ عرب معاشرہ میں نسب نامہ یاد رکھنا ایک رواج تھا اور جس شخص کا نسب معلوم نہ ہوتا اس کی کوئی عزت نہ ہوتی تھی۔ اگرچہ نسب نامہ یاد رکھنے کا رواج تھا لیکن بعض لوگ اس فن میں مہارت کی خاص شہرت بھی رکھتے تھے۔ اگر کسی شخص کے نسب کا کوئی معاملہ درپیش آتا تو لوگ ان ماہرین انساب کی طرف رجوع کرتے تھے۔

نسب مبنی بر نکاح:

آنحضور ﷺ کو نسب کے لحاظ سے یہ بھی شرف حاصل ہے کہ آپ ﷺ کا خاص سلسلہ آباء نکاح پر مبنی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ’’خَرجت من نکاح۔ ولم اخرجُ مِن سفاح مِن لَدُن آدمَ لم یُصِبنِی مِن سفاحأھل الجاھلیۃ شئی لم اخرج الا من طھرہ‘‘ یعنی میری پیدائش نکاح سے ہوئی۔ میں گناہ سے نہیں پیدا ہوا۔ آدم سے لے کر یہاں تک کہ زمانہ جاہلیت میں بھی میرے سلسلہ آباء میں گناہ کا شائبہ تک نہیں۔ میں اس سلسلہ آباء کے پاک تخم سے ہی ہوا ہوں۔

مطہّر سلسلہ اُمّہات:

آنحضور ﷺ کا سلسلہ نسب جس طرح والد کی طرف سے مطہّر ہے اسی طرح والدہ کی طرف سے بھی پشت در پشت مطہر ہے۔ مثلاً ھشام بن محمد اپنے والد کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضور ﷺ کے نسب نامہ میں 500 ماؤں کے نام لکھے ان میں سے ایک کے متعلق بھی سفاح یعنی گناہ کا شائبہ تک نہ تھا۔ حتیّٰ کہ خاص زمانہ جاہلیت میں بھی۔ تاریخ و سیرت کی متعدد کتب میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ اپنی جدّات یعنی دادیوں پر فخر کیا کرتے تھے کیونکہ آپؐ کی تمام نسبی دادیاں نہایت پاکباز تھیں اور ان کی اولاد معروف نکاح کے نتیجہ میں ہوئی۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے میں عواتک اور فواطم کی اولاد ہوں۔ عواتک عاتکہ کی جمع ہے جس کے معنی پاکدامن کے ہیں اور فواطم فاطمہ کی جمع ہے جس کے معنی ایسی اونٹنی کے ہیں جس کا دودھ چھڑایا گیا ہو۔ اور عرب میں فاطمہ نیک خواتین کا لقب ہوا کرتا تھا۔

شرک سے پاک سلسلہ آباء:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

’’عرب کی تاریخ دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ بجز آنحضرت ﷺ کے سلسلہ اجداد کے جن کو اللہ جلّ شانہ نے اپنے خاص فضل و کرم سے شرک اور دوسری بلاؤں سے بچائے رکھا باقی تمام لوگ عیسائیوں کے بدنمونہ کو دیکھ کر اور ان کی چال چلن کی بدتاثیر سے متاثر ہو کر انواع اقسام کے قابل شرم گناہوں اور بدچلنیوں میں مبتلا ہو گئے تھے۔‘‘

(نور القرآن۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 341 حاشیہ)

’’چونکہ آنحضرت ﷺ اور آپ کی والدہ ماجدہ کے متعلق کبھی کسی کافر کو ایسا وہم و گمان بھی نہ ہوا تھا بلکہ سب کے نزدیک آپؐ اپنی ولادت کی رُو سے طیّب اور طاہر تھے اور آپؐ کی والدہ عفیفہ اور پاک دامن تھیں اس لئے آپؐ کی نسبت یا آپؐ کی والدہ ماجدہ کی نسبت ایسے الفاظ بیان کرنے ضروری نہ تھے کہ وہ مسّ شیطان سے پاک ہیں۔‘‘

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 5 صفحہ 343)

اور پھر اَلَّذِیۡ یَرٰىکَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیۡنَ (الشعراء: 218، 220) کی تشریح میں آپ ﷺ کے مقدس و مطہّر نسب اور علّو خاندان ہونا ثابت کیا ہے۔ اسی طرح اس مضمون کو دوسرے مفسرین نے بھی بیان کیا ہے۔ یہاں یہ سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ جب ہم عرب کی تاریخ پڑھتے ہیں تو مجموعی طور پر تمام عرب اور حتی کہ نسل اسماعیلؑ کے مولد و مسکن مکّہ اور اس کے باسی قریش بھی اسی شرک میں مبتلا نظر آتے ہیں پھر آپ کے خاندان کا شرک سے محفوظ رہنا کیسے ممکن ہوا۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ آنحضرت ﷺ کے سلسلہ اجداد سے مراد تمام قریش نہیں بلکہ وہ خاص لڑی ہے جس کا ذکر وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیۡنَ میں ہوا ہے۔ جس میں آپ ﷺ کا مقدس تخم پشت در پشت منتقل ہوتا رہا۔ اس سلسلہ میں آپ ﷺ کے چچاؤں کا ہونا ضروری نہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کے سلسلہ آباء میں اگر کوئی عم (چچا) مشرک بھی ہو تو اس سے آپ ﷺ کے خاص سلسلہ آباء کی پاکیزگی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مثلاً آذر بھی عم ابراہیمؑ تھا حالانکہ قرآن میں ابراہیم کا باپ (اَب) کہا گیا ہے اور اس کا مشرک ہونا بھی قرآن سے ثابت ہے۔ لہٰذا سلسلہ آباء و اجداد سے یہاں مراد بالخصوص ایک معیّن لڑی ہے جسے خدا نے اپنے خاص فضل سے تمام نجاستوں سے محفوظ رکھا۔ جب ہم آنحضور ﷺ کے نسب نامہ کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہر دَور میں اس خاندان میں ایسے لوگ موجود رہے ہیں جو شرک اور دوسری بلاؤں اور نجاستوں سے بچائے گئے تھے۔ حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے قرب کے زمانہ میں تو لازماً اس خاندان میں توحید خالص پر قائم افراد بکثرت موجود ہوں گے۔ لیکن جب رفتہ رفتہ عرب میں شرک عام ہوتا گیا (جس کے اصل محرک عیسائی تھے) اور جاہلیت عروج پر پہنچ گئی حتّی کہ مکہ بھی بتوں کا تیرتھ بن گیا۔ اس دَور میں بھی اس خاندان میں توحید پرست بلکہ الہام کا درجہ پانے والے افراد موجود نظر آتے ہیں۔

(سیرت النبی ﷺ، صفحہ 32 تا 35، مطبوعہ کینیڈا 2018)

❀❀❀

قارئین کی آراء

’’ہم الجھن کا شکار ہی نہیں بلکہ متزلزل اور افسردہ بھی ہیں۔ دیانت داری سے کام لیں تو یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ہمارے اطراف و اکناف میں اور خاص کر پڑوس میں کیا کچھ ہو رہا ہے ہمیں حوصلہ شکن تفصیلات کی جان کاری ہے اور ان سے ابھرے خدشات سے بھی واقف ہیں۔ آئے دن ایسی خبریں منظر عام پر آتی ہیں پھر بھی غیر یقینی کی کیفیت کا شکار ہیں ان سب کا کیا مفہوم اخذ کیا جائے مملکت خداداد سے ایسی ہولناک خبریں آ رہی ہیں جو دل دہلانے والی ہیں مذہب کے نام پر جو ملک بنا اور اسلامی ملک کا لیبل لگا اور نظام مصطفی کو عملی طور پر نافذ کرنے کی دعوی دار پھر یہ سب کچھ کیا ہے۔ مذہب کے نام پر جو کچھ ہوتا دکھائی دیتا ہے وہ نہ تو مذہب اسلام سے مطابقت رکھتا ہے اور نہ ہی کسی بھی مہذب معاشرہ کو زیب دیتا ہے اور نہ ہی اس میں انسانیت نظر آتی ہے۔ نظام مصطفیٰ کے قیام کے لئے بنیادی شرط اخلاق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ضروری ہے۔ اگر ایسے اِکّا دُکّا واقعات پیش آتے اور محض چند کافی عرصہ بعد ہوتے تو شاید انہیں اتفاقی واقعات کہہ کر نظر انداز بھی کر سکتے تھے۔ لیکن معاملہ ایسا نہیں ہے اس طرح کے شرمسار کر دینے والے واقعات تو ہر روز اور ہر جگہ ہونے لگے ہیں۔ ان تمام واقعات کا ماخذ کیا ہے۔ دنیا بھر میں پاکستان کے بارے میں کیا رائے قائم ہو رہی ہے؟ اور اس کا کیا سبب بن رہا ہے اور اس کے اثرات کس قدر دور رس ہیں اڑوس پڑوس میں کیا پیغام جا رہا ہے۔ پاکستان میں اہانت رسول، اسلام، اور قرآن کریم پر جو قوانین وضع کئے گئے ہیں ان کا مذہب اسلام سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ اس کا نفاذ اور اس کی ابتداء جماعت احمدیہ اور دیگر اقلیتوں سے ہوئی اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ خود پاکستان کے رہنے والے اور وہاں کے حالات اور واقعات پر گہری نظر رکھنے والے اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ یہ قانون بنایا کسی اور کے لئے تھا پس کوئی اور رہے ہیں۔ اکثر ان قوانین کا استعمال ذاتی دشمنی نکالنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں سے بدلہ لینے کیلئے خود مسلمان تلے ہوئے ہیں اس طرح کا ایک بچگانہ اور بہیمانہ واقعہ لاہور سے 275 میل دور ضلع خانی وال ڈیرہ والا گاؤں میں پیش آیا۔ جہاں ایک پاگل شخص کو ایک مجمع کثیر نے اپنے تشدد کا اس طرح نشانہ بنایا کہ پولیس بھی بے بس رہی وہ شخص دیکھتے ہی دیکھتے لقمہ اجل بن گیا اس پر الزام تھا کہ اس نے قرآن کریم کی توہین کی ہے اس کے صفحات کو پھاڑا اور نذر آتش کر دیا ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی پاگل شخص سے آپ کسی معقول مہذب اور متوازن رویہ کی توقع کیسے رکھ سکتے ہیں جو شخص اپنے ہوش و ہواس میں نہیں۔ دماغی خلل کی بناء اچھے برے کی تمیز نہیں اس کے ساتھ اس طرح کا سلوک یہ کہاں کی انسانیت ہے ہمارا مذہبی صحیفہ جو خدا کی آخری کتاب کی صورت میں اس نے ہمیں آخری نبی کے ذریعہ عطا فرمایا۔ اس کی بے حرمتی ہو تو اس پر آپ کا غم و غصہ کسی حد تک جائز اور درست ہے۔ لیکن قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا کہاں کی دانشمندی ہے۔ خبر ہے کہ وہ شخص مشتاق احمد جو بشیر احمد نامی شخص کا بیٹا تھا اور مسلمان تھا۔

ایسے ہی پاکستان کے صوبہ پنجاب کی ایک فیکٹری میں اہانت رسول کے نام پر ایک سری لنکن آفیسر کو اسی طرح ہجومی تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور وہ بھی جاں بحق ہو گیا۔

سب سے افسوسناک اور دردناک پہلو یہ ہے کہ یہ سب کچھ مذہب کے نام پر کیا گیا اور اس سب کے لئے

بقیہ صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

حالاتِ حاضرہ
دنیا کو امن کی ضرورت

(راجہ جمیل انسپکٹر بدر)

دنیا اس وقت تاریخ کے ایک نہایت نازک اور فیصلہ کن موڑ سے گزر رہی ہے۔ بظاہر انسان نے سائنس، ٹیکنالوجی، صنعت اور ذرائع ابلاغ کے میدان میں حیرت انگیز ترقی کر لی ہے۔ فاصلے سمٹ چکے ہیں، معلومات چند لمحوں میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچ جاتی ہیں، علاج و معالجہ کے نئے ذرائع میسر ہیں اور زندگی کے بے شمار معاملات آسان ہو چکے ہیں۔ مگر اس تمام مادی ترقی کے باوجود انسانیت آج بھی اضطراب، خوف، بے یقینی اور بے سکونی کا شکار ہے۔

دنیا کے مختلف خطوں میں جنگ کی آگ بھڑک رہی ہے، معاشی بحران شدت اختیار کر رہے ہیں، اخلاقی اقدار کمزور پڑتی جا رہی ہیں، خاندانی نظام بکھر رہا ہے، مذہبی و نسلی تعصّبات فروغ پا رہے ہیں، اور طاقتور اقوام اپنے مفادات کے حصول کے لیے کمزور قوموں کو دبانے میں مصروف ہیں۔ یہ تمام حالات چیخ چیخ کر اس حقیقت کی گواہی دے رہے ہیں کہ انسان نے مادی ترقی تو حاصل کر لی، مگر حقیقی امن کا راستہ کھو دیا ہے۔

آج مشرقِ وسطیٰ، یورپ، ایشیا اور افریقہ کے کئی ممالک سیاسی عدم استحکام، جنگی کشمکش اور اقتصادی ابتری کا شکار ہیں۔ عالمی ادارے، جنہیں انصاف اور امن کے قیام کے لیے بنایا گیا تھا، اکثر بے بسی کی تصویر دکھائی دیتے ہیں۔ طاقت کا توازن بگڑ چکا ہے اور انصاف کی جگہ مفاد نے لے لی ہے۔ نتیجتاً دنیا میں نفرت، بداعتمادی، انتہا پسندی اور تشدد بڑھتا جا رہا ہے۔

ایسے پُرفتن حالات میں دنیا ایک ایسے رہنما کی متلاشی ہے جو اسے حقیقی امن کی راہ دکھا سکے۔ یہ کامل اور دائمی راہنما آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں جنکی راہنمائی اسلام کی پاکیزہ تعلیم میں موجود ہے، اور جماعت احمدیہ مسلمہ اسی حقیقی اسلامی تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔

اسلام امن، محبت، عدل، رواداری اور انسانی احترام کا مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِيۡتَآئِ ذِى الۡقُرۡبٰى وَيَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ وَالۡبَغۡىِ (النحل: 91)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ عدل، احسان اور اقرباء سے حسنِ سلوک کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، ناپسندیدہ باتوں اور سرکشی سے منع فرماتا ہے۔

یہ آیت اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ معاشرتی امن صرف اس وقت قائم ہو سکتا ہے جب عدل و انصاف کو ہر سطح پر قائم کیا جائے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى (المائدہ: 9)

ترجمہ: کسی قوم کی دشمنی تمہیں انصاف سے نہ روکے۔ انصاف کرو، یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

یہ وہ سنہری اصول ہے جو بین الاقوامی تعلقات، قومی معاملات اور ذاتی زندگی ہر سطح پر امن کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی عملی زندگی سے دنیا کو امن و سلامتی کا وہ عظیم نمونہ دکھایا جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپؐ نے دشمنوں کے لیے بھی رحم، درگزر اور عدل کا مظاہرہ فرمایا۔ فتح مکہ کے موقع پر جب آپؐ کے سامنے آپکے بدترین دشمن کھڑے تھے، آپؐ نے فرمایا:

”لَا تَثۡرِيۡبَ عَلَيۡكُمُ الۡيَوۡمَ“
(آج تم پر کوئی گرفت نہیں)

یہ اعلان دراصل امن، معافی اور اعلیٰ اخلاق کی وہ مثال تھا جس نے دلوں کو فتح کر لیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دنیا میں اللہ تعالیٰ نے امن اور عدل کے قائم رکھنے کے لیے کچھ قواعد مقرر فرمائے ہیں۔ وہ قوانین اس قسم کے ہیں کہ اُن کو نظر انداز کرنے اور اُن سے لاپرواہی کرنے سے نہ تو کوئی خود امن سے رہ سکتا ہے نہ دوسرے رہ سکتے ہیں۔

تم یہ بات ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ بِلا امن کے بھی کوئی آرام میسر ہو سکتا ہے۔

دنیا میں جتنی بے چینیاں ہیں وہ سب بے امنی کا نتیجہ ہیں بلکہ بے اطمینانی نام ہی بے امنی کا ہے۔ غور کرو جس شخص کی آنکھ، ناک، کان، زبان، انتڑی، معدہ، پھیپھڑا، جگر، دل، تلی وغیرہ سب امن میں ہوں کیا وہ بے آرام ہوا کرتا ہے، انسان کب بے آرام ہوتا ہے؟ تبھی جب اُس کے جسم میں امن نہیں رہتا۔ اُس کے جسم کے کسی حصہ میں جنگ شروع ہوتی ہے وہ تمام بے چینیاں جو جسم سے متعلق ہیں تب ہی ہوتی ہیں جب جسم کے کسی حصہ میں بے امنی ہو۔ یہی حالت جذبات اور خیالات میں بے چینی کی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰/جون ۱۹۲۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

موجودہ زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ مذہب کا اصل مقصد انسان کو خدا تعالیٰ سے جوڑنا اور بنی نوع انسان کی خدمت کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ آپؑ نے واضح فرمایا کہ اسلام کی اشاعت تلوار یا جبر سے نہیں بلکہ دعا، دلیل، اخلاق اور محبت سے ہونی چاہیے۔

اگر ہم نے ترقی کرنی ہے تو ہمیں اپنی صحیح قدروں کی پہچان کرنی ہوگی۔ اب آج کل کی صورتِ حال کس قدر فکر انگیز ہے۔ کہاں تو مومن کو یہ حکم ہے کہ مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو دوسرے کو تکلیف ہوتی ہے۔ قرآنِ کریم بھی یہ فرماتا ہے کہ اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ (الحجرات: 11) کہ مومن تو بھائی بھائی ہیں۔ لیکن بعض ملکوں میں مثلاً مصر سے بھی اور دوسرے ملکوں سے بھی یہ خبریں آئی ہیں کہ حکومت نے قانونی اختیار کے تحت عوام کے خلاف جو کارروائی کی ہے وہ تو کی ہے لیکن اسی پر بس نہیں بلکہ عوام کو بھی آپس میں لڑایا گیا ہے۔ جو حکومت کے حق میں تھے اُنہیں اسلحہ دیا گیا۔ گویا رعایا، رعایا سے لڑی اور اُس میں حکومت نے کردار ادا کیا۔ مسلمان ملک اگر جمہوری طرزِ حکومت اپنانے کا اعلان کرتے ہیں تو پھر جب تک عوام کسی قسم کے پُرتشدد احتجاج کا اظہار نہیں کرتے، اُس وقت تک حکومت کو بھی برداشت کرنا چاہئے۔ لیکن خبروں کے مطابق تو ایسا ردّ عمل احتجاج پر بھی حکومتوں کی طرف سے ظاہر ہوا ہے جس نے سینکڑوں جانیں لے لی ہیں۔ تو ایک طرف تو مغرب کی نقل میں جمہوریت کا نعرہ ہے اور دوسری طرف برداشت بالکل نہیں ہے اور پھر مُستزاد یہ کہ مسلمان مسلمان پر ظلم کر رہا ہے۔ اگر جمہوریت کی نقل کرنی ہے تو پھر برداشت بھی پیدا کرنی چاہئے۔ اسلامی ممالک کی تنظیم کو جو کردار ادا کرنا چاہئے تھا وہ بھی انہوں نے نہیں کیا۔ کوئی اصلاح کی کوشش نہیں ہوئی۔ یہ سب کچھ گزشتہ چند ہفتوں میں مصر، تیونس یا لیبیا وغیرہ دوسرے ملکوں میں ہوا یا ہو رہا ہے۔ یا جو کچھ ایک لمبے عرصے سے شدت پسندوں کے ہاتھوں افغانستان اور پاکستان میں ہو رہا ہے، یہ سب عالمِ اسلام کی بدنامی کا باعث ہے۔ یہ سب اُس بھائی چارے کی نفی ہو رہی ہے جس کا مسلمانوں کو حکم ہے کہ بھائی چارہ پیدا کرو۔ (خطبہ جمعہ 25/فروری 2011ء)

ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

اسلامی نقطہ نگاہ سے ہر شخص کا انفرادی امن بھی اور معاشرے کا امن بھی اور دنیا کا امن بھی اُس ذات کے ساتھ وابستہ رہنے سے ہے جو امن دینے والی ذات ہے جس کا ایک صفاتی نام اَلۡمُؤۡمِنُ ہے۔ اس نام سے فیض بھی وہی پائے گا جو اللہ تعالیٰ کے حکم صِبۡغَةَ اللّٰهِ کہ اللہ کے رنگ میں رنگین ہو، پر عمل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اِس سے دُور ہو کر ہر امن کی کوشش رائیگاں جائے گی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جولائی 2007ء)

موجودہ حالات میں نوجوان نسل ایک شدید فکری اور اخلاقی بحران سے دوچار ہے۔ سوشل میڈیا، مادہ پرستی اور بے راہ روی نے ان کی توجہ کو روحانی اور اخلاقی اقدار سے ہٹا دیا ہے۔ معلومات کی فراوانی کے باوجود کردار سازی کا فقدان نمایاں ہے۔ نوجوان بظاہر جدیدیت کے سمندر میں ہیں، مگر باطن میں بے چینی اور مقصدیت کے فقدان کا شکار ہیں۔

جماعت احمدیہ نوجوانوں کو نماز، تلاوتِ قرآن، خلافت سے وابستگی، خدمتِ خلق اور اعلیٰ اخلاق کی طرف بلاتی ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس انصاراللہ کے ذریعے تربیتِ اخلاق اور روحانی نشو و نما کا ایک مؤثر نظام قائم ہے جو نوجوانوں کو معاشرے کا مفید فرد بناتا ہے۔

اسی طرح خاندانی نظام کی کمزوری بھی عصر حاضر کا ایک سنگین مسئلہ ہے۔ مغربی معاشروں میں آزادی کے نام پر ایسے نظریات کو فروغ دیا جا رہا ہے جو خاندان کی بنیادوں کو متزلزل کر رہے ہیں۔ حالانکہ خاندان کسی بھی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔

اسلام احمدیت مرد و عورت کے حقوق میں توازن، باہمی احترام، وفاداری، عفت اور پاکیزہ معاشرت کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر گھر امن کا گہوارہ بن جائے تو پورا معاشرہ امن کا نمونہ بن سکتا ہے۔

آج دنیا میں امن کے قیام کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی آواز نہایت مؤثر اور بروقت ہے۔ حضورِ انور مسلسل عالمی راہنماؤں، پارلیمنٹس اور بین الاقوامی اداروں کو انصاف اور امن کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔

یہ الفاظ صرف نصیحت نہیں بلکہ موجودہ عالمی بحران کا حقیقی حل ہیں۔ حضورِ انور بارہا متنبہ فرما چکے ہیں کہ اگر دنیا نے انصاف کو ترک کیا تو ایک تباہ کن عالمی جنگ کے خطرات بڑھ سکتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ محض مادی ترقی انسان کو حقیقی سکون نہیں دے سکتی۔ جب تک روحانی اقدار زندہ نہ ہوں، جب تک عدل و انصاف قائم نہ ہو، جب تک انسان خدا تعالیٰ سے تعلق مضبوط نہ کرے، اس وقت تک دنیا میں امن کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

جماعت احمدیہ دنیا کے سامنے ایک جامع اور عملی پیغام پیش کرتی ہے:

”محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں“

یہ محض ایک نعرہ نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اگر دنیا اس سنہری اصول کو اپنا لے تو نفرتوں کی جگہ محبت، جنگوں کی جگہ امن، اور انتشار کی جگہ بھائی چارہ قائم ہو سکتا ہے۔

آج وقت کا تقاضا ہے کہ انسان اپنے خالق کی طرف رجوع کرے، عدل و انصاف کو اپنائے، انسانیت کے حقوق ادا کرے اور روحانی اقدار کو زندہ کرے۔ یہی وہ راستہ ہے جو دنیا کو حقیقی امن، سلامتی اور خوشحالی کی منزل تک پہنچا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ دنیا اس پیغام کو سمجھے، اسے اختیار کرے اور بنی نوع انسان حقیقی امن و سکون حاصل کر سکے۔ آمین۔

❀ ❀ ❀

بقیہ قارئین کی آراء از صفحہ نمبر 14

مذہب کو جواز بنایا گیا۔ کون نہیں جانتا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا سے سوئے قوم آئے تھے تو اپنے ساتھ اقراء کا پیغام لیکر آئے تھے۔ اس نبی رحمت نے ایک ایسی دنیا میں جہاں علم وحکمت پر چند گنے چنے لوگوں کی اجارہ داری تھی ببانگ دہل اعلان فرمایا: ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ماں کی گود سے لیکر قبر تک علم حاصل کرو اور پھر فرمایا، تم علم حاصل کرو خواہ اس کیلئے تمہیں چین کا سفر بھی اختیار کرنا پڑے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت فرمائی۔ حکمت مؤمن کی گم شدہ پونجی ہے وہ جہاں سے ملے حاصل کرو۔ اور صرف کہا ہی نہیں آپ نے اس کو عملی طور پر کر کے دکھایا بھی جب جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تو مسلمان کفار مکہ کے ان قیدیوں کو جنگی قیدی بنا کر مدینہ لے آئے تو ان کی رہائی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو ہی شرطیں رکھیں یا تو فدیہ ادا کرو اور رہائی پاؤ یا پھر مدینہ کے مسلمان بچوں اور بچیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرو اور رہائی حاصل کرو۔ ہم سب جانتے ہیں کہ وہ قیدی قرآن کو مانتے نہیں تھے اور حدیث کو جانتے نہیں تھے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کے کھلے طور پر دشمن تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کونسی تعلیم دلوائی ہو گی؟ لیکن آپ نے ان سے بھی تعلیم دلوا کر یہ واضح فرمایا ہمیں اپنے بچوں کی تعلیم کے بارے میں فکر کرنی چاہئیے۔ اُستاد کے مذہب کو نہیں بلکہ اس کے علم اور قابلیت کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ پاکستانی سماج میں کس طرح ایک مخصوص گروہ تعلیم کا دشمن بنا ہوا ہے۔ بخاری شریف کے حوالہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا، گالی دینا فسق اور قتل کرنا کفر ہے۔ پھر یہ دریدہ دہنی، ہرزہ سرائی اور تشدد پاکستانی معاشرہ میں کہاں سے سرایت کر گئی۔ ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ دنیا میں کہیں بھی کسی خطہ میں بھی کسی پر ظلم و زیادتی ہو ہم اس کے روادار نہیں بلکہ سخت مخالف ہیں اور ایک جگہ کے ظلم کو دوسری جگہ کے ظلم پر جواز بنانے کے قطعاً حامی نہیں۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان والوں کی یہ پہچان بتائی ہے کہ وہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتے ہیں وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرتے ہیں۔ ظاہر ہے اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ وہ تمام حقوق، مراعات اور آزادیاں۔ جو اپنوں کے لئے ہیں وہ دوسروں کے لئے بھی پہلے دیکر دکھائیں اور ایک نظیر قائم کریں۔ اور دنیا کے ساتھ ساتھ اپنے رب کے حضور بھی سرخ روئی اور خوش نودی کے سامان پیدا کریں۔

❀ ❀ ❀

مجلس عرفان

- کیا ایسی دفاعی کمپنیز میں ملازمت جائز ہے جو اسرائیل کو ہتھیار فراہم کرتی ہیں
- امریکہ کے نومنتخب صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی صدارت کے بارہ میں سوال
- مہتمم مقامی اور قائد مقامی کے بغیر انتخاب کے چناؤ میں کیا مصلحت ہے
- بعض اوقات سرجری کے دوران کوئی ایسی پیچیدگی ہو جاتی ہے جس سے مریض کو بہت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے ایسی صورتحال ڈاکٹر کیلئے بہت Stressfull ہوتی ہے۔ اس بارہ میں راہنمائی کی درخواست ہے
- میری بیٹی دو سال کی ہے اسکا پبلک سکول میں داخلہ کروانا بہتر رہے گا یا گھر پر تعلیم دینا زیادہ مناسب ہے
- خوابوں کی اہمیت کیا ہے اور ہم یہ کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خوابوں میں ہماری کیا راہنمائی فرما رہا ہے

مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ میری لینڈ کے ایک وفد کی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات

مورخہ ۲۰؍جنوری ۲۰۲۵ء کو امام جماعتِ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ میری لینڈ (Maryland) ریجن کے اکتیس (۳۱) رکنی وفد کو بالمشافہ ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ خدام نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے امریکہ سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹِلفورڈ) میں منعقد ہوئی۔

جب حضورِ انور مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ عنایت فرمایا۔

دورانِ ملاقات حضورِ انور نے ہر خادم سے انفرادی گفتگو فرمائی اور ان سے ان کے پیشہ جات اور خاندانی پس منظر وغیرہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔

بعد ازاں خدام کو حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں سوالات پیش کرنے اور ان کی روشنی میں بیش قیمت راہنمائی حاصل کرنے کا موقع بھی ملا۔

ایک خادم نے حضورِ انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ مَیں ایک ایسے علاقے میں رہتا ہوں، جہاں دفاعی کمپنیز موجود ہیں، جو اسرائیل کو بہت سے ہتھیار دیتے ہیں۔ جماعت کے افراد اور میرے بعض جاننے والے بھی ان کمپنیز میں کام کرتے ہیں، کیا ہمارے لیے ان کمپنیز میں کام کرنا جائز ہے کہ نہیں؟

حضورِ انور نے اس پر سمجھایا کہ اگر مجبوری میں سؤر کھانا جائز ہے، قرآنِ شریف میں لکھا ہوا ہے کہ اگر تم بھوکے مر رہے ہو تو تم سؤر کا گوشت بھی کھا سکتے ہو۔ تو یہ بھی کھایا جا سکتا ہے، مجبوری ہے تو اور بات ہے۔

حضورِ انور نے مزید وضاحت فرمائی کہ otherwise (بصورتِ دیگر) آپ اس نیّت سے تو نہیں بناتے کہ ہم نے اسرائیل کو سپلائی کرنا ہے۔ وہاں تو یہی ہوتا ہے کہ ہم نے اپنے ملک کے لیے کام کرنا ہے، ہم اس کے defence کے لیے اپنی تیاری کر رہے ہیں، تو یہ اَور بات ہے۔

حضور انور نے استفہامیہ انداز میں دریافت فرمایا کہ اگر اسرائیل کو سپلائی کرتے ہیں تو ساری دنیا کو بھی سپلائی کرتے ہیں، اس کے علاوہ آپ لوگ سوڈان میں فوج کو سپلائی بھی کرتے ہیں اور عراق میں بھی دیتے رہے ہیں اور افغانستان میں بھی دیتے رہے ہیں، وہاں جائز تھا؟

سائل کے نفی میں جواب عرض کرنے پر حضورِ انور نے فرمایا کہ وہاں جائز نہیں تھا تو پھر یہاں بھی جائز نہیں ہے۔ لیکن آپ لوگ اس کے employ (ملازم) ہیں اس لیے doesn’t matter (کوئی فرق نہیں پڑتا)۔

اسی طرح جواب کے آخر میں فرمایا کہ اپنی فیکٹری یا کمپنی کھول لیں۔ نیز اگر مستقبل میں ایسا ممکن ہو تو اس تناظر میں اظہارِ خیال فرمایا کہ احمدی تو پھر کہہ دے گا کہ امن قائم کرو، اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بس! law enforcement agencies (قانون نافذ کرنے والے اداروں) کو دے دو گے۔

ایک خادم نے حضورِ انور سے امریکہ کے نَو منتخب صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی صدارت کے بارے میں سوال کیا۔

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ اس کی پالیسیز پتا ہی ہیں کہ اس نے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔ وہ جب آتا ہے تو امریکنوں کے لیے پتا نہیں مشکل ڈالتا ہے کہ نہیں؟ باہر والوں کے لیے عموماً، پچھلی جو اس کی tenure (مدّت) گزری ہے، اس میں تو اس نے آسانیاں ہی پیدا کی تھیں، اتنی زیادہ لڑائی نہیں کی تھی۔

امریکی صدر کی پالیسی کے حوالے سے اسرائیل جنگ کے خاتمے، ممکنہ جنگ بندی اور خفیہ ساز باز کے امکانات پر روشنی ڈالتے ہوئے حضورِ انور نے تبصرہ فرمایا کہ ابھی تک جو نظر آ رہا ہے، لوگ کہتے ہیں کہ یہ اسرائیل war کو ختم کر دے گا۔ سیز فائر (جنگ بندی) permanent (مستقل) ہو جائے گی، ویسے تو نہیں ہوگی، یہ temporary (عارضی) ہے اور اس کے بعد ہو سکتا ہے کہ اس نے اندر (پسِ پردہ) اِن کے ساتھ کوئی underhand deal (خفیہ ساز باز) بھی کی ہوئی ہو کہ یہاں سے لے کر یہاں تک علاقہ بعد میں لے لینا۔

حضورِ انور نے مزید بیان فرمایا کہ باقی دنیا میں جو اَب فساد ہے وہ کچھ حدّ تک تو وہ رکے گا۔ یہاں سے بھی لوگوں نے کہہ دیا کہ tiktok (ٹِک ٹاک) ban کر دیا اور بڑے خوش ہو گئے کہ چائنا سے یہ کر دیا، وہ کر دیا۔ اب اس کو پیسے چاہئیں۔ اس نے کہا کہ ہمارا ففٹی پرسنٹ شیئر ہمیں دے دو تو بے شک ٹِک ٹاک امریکہ میں دوبارہ چلا دو۔ تو اس کو وہ پیسے ملتے رہیں گے تو ٹھیک رہے گا۔ جہاں سے اس کو پیسوں کا نقصان ہوگا تو وہاں پھر وہ اپنی مرضی کرے گا۔

آخر میں حضورِ انور نے امریکہ میں تبدیلی پیدا کرنے کے حوالے سے احمدیوں کے کردار کو اُجاگر کرتے ہوئے توجہ مبذول کرائی کہ جو بھی آئے گا اسی طرح کا آئے گا، تمہیں امریکہ میں کوئی ولی اللہ تو نہیں ملنا، سوائے اس کے کہ ساروں کو احمدی کر لو یا کم از کم احمدی اس پوزیشن میں آجائیں کہ پولیٹکس میں یا بیوروکریسی میں یا بزنس میں کہیں تو آ رہے ہوں، تو پھر ٹھیک ہے، پھر تم کچھ کر سکتے ہو۔

ایک خادم نے دریافت کیا کہ مقامی اور دوسری مجالس میں کیا فرق ہے اور مہتمم مقامی یا قائد مقامی کے بغیر انتخاب کے چناؤ میں کیا مصلحت ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضورِ انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کوئی فرق نہیں۔ دونوں مجالس ہیں۔ مقامی مجلس کیونکہ ہیڈ کوارٹر کے قریب رہتی ہے، اس لیے اس کو آپ مقامی کہہ دیتے ہیں۔

حضورِ انور نے وضاحت فرمائی کہ اب یہاں امریکہ میں جماعت کا جو سسٹم ہے، وہ اس طرح ہے ہی نہیں، ہیڈ کوارٹر گو وہاں ہے لیکن آپ کا امیر چار ہزار میل کے فاصلے پر رہتا ہے اور سیکرٹری تحریکِ جدید پانچ ہزار میل کے فاصلے پر رہتا ہے یا دوسرے ویسٹ کوسٹ میں چلا جاتا ہے اور ایک دوسرا سیکرٹری اس سے بھی ویسٹ کوسٹ کے پرلے کنارے پر چلا جاتا ہے۔ تو اس طرح آپ کی ساری نیشنل عاملہ بڑی scattered (پھیلی ہوئی) ہے، لیکن اس کے باوجود کیونکہ ایک سسٹم رکھنا تھا، اس لیے انہوں نے کہہ دیا کہ وہاں کی جو لوکل جماعت ہے جہاں آپ کا ہیڈ کوارٹر ہے، بہرحال آنا تو پڑتا ہے امیر کو چاہے دو ہفتے بعد آئے نہ آئیں، تو اس لیے اس کو ہیڈ کوارٹر کا نام دے دیا ہے۔ وہاں کی جو مجلس ہے اس کو مقامی کہتے ہیں اور یہ کیونکہ constitution (دستورِ اساسی) میں لکھا ہوا ہے کہ اس کا قائد مہتمم کہلائے گا، اس لیے اس کو مہتمم مقامی کہہ دیتے ہیں۔

حضورِ انور نے مزید بیان فرمایا کہ ذمہ داریاں تو وہی ہیں، جو باقیوں کی ہیں، وہ مہتمم مقامی کی بھی ذمہ داری ہے۔ اس کو صرف ایک ذرا تھوڑا سا higher status اس لیے مل گیا کہ قائد کی بجائے مہتمم کہلاتا ہے، لیکن responsibilities وہی ہیں، جو قائد کی ہیں۔

مہتمم مقامی کے بغیر انتخاب کے چناؤ میں مصلحت پر روشنی ڈالتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا کہ چناؤ میں کیا فرق پڑتا ہے؟ باقی قائدین جو ہیں، وہ آپ elect بھی کر سکتے ہیں، select بھی کر سکتے ہیں، لیکن مہتمم مقامی کا الیکشن نہیں ہوتا کیونکہ وہ صدر کی عاملہ کا ممبر ہے، اس لیے صدر اس کو خود ہی nominate (نامزد) کرتا ہے یا خلیفۂ وقت کو recommend (تجویز) کرتا ہے کہ اس کو بنا دیا جائے۔ بس اتنا ہی فرق ہے، لیکن ذمہ داریوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

ایک خادم نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ بعض اوقات سرجری یا پروسیجر کے دوران کوئی ایسی پیچیدگی ہو جاتی ہے جس سے مریض کو بہت نقصان پہنچنے یا وفات کا بھی خدشہ ہوتا ہے۔ ایسی صورتحال ڈاکٹر کے لیے بھی stressful ہوتی ہے اور دل میں ایسی سرجریز سے متعلق خوف بیٹھ جاتا ہے جس سے دوسرے مریضوں کا علاج اثر انداز ہو سکتا ہے۔ نیز اس کی بابت حضورِ انور سے راہنمائی طلب کی۔

حضورِ انور نے اس پر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ چھوٹے اعصاب والا ڈاکٹر بننا ہی نہیں چاہیے۔ جس پر تمام شاملینِ مجلس بھی مسکرا دیے اور انہوں نے اس سے خوب حظّ اُٹھایا۔

اسی طرح حضورِ انور نے سمجھایا کہ ڈاکٹر کے اعصاب مضبوط ہونے چاہئیں۔ nerves (اعصاب) کو سنبھال کے رکھو اور ہمت ہونی چاہیے۔ ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں، یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ سو فی صد لوگ آپ کے علاج سے ٹھیک ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے شفا مانگنی چاہیے۔ هُوَ الشَّافِي جب دعا کرتے ہو اور علاج کرتے ہوئے هُوَ الشَّافِي دماغ میں رکھو تو پھر یہی ہوگا کہ اللہ شافی ہے۔ ہم نے جو اپنے اسباب ہیں، جو کوشش ہے، وہ کرنی ہے، باقی اس کو شفا دینا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے، ڈاکٹر کا کام نہیں ہے۔ یہ دماغ میں رہے گا تو دعا بھی نکلے گی۔ هُوَ الشَّافِي کر کے اپنا procedure کریں گے، آپریشن کریں گے یا علاج کریں گے یا جو بھی کرنا ہے تو جب اللہ تعالیٰ دماغ میں رہے گا تو پریشانی خود ہی دُور ہو جائے گی۔ یا تو آپ کو ہو کہ مَیں اس کو اپنی قابلیت سے ٹھیک کر رہا ہوں۔

حضورِ انور نے استفسار فرمایا کہ آپریشن سے پہلے آپ مریض یا اس کے عزیز اور رشتہ داروں کی consent (اقرار نامہ) کیوں لیتے ہیں؟ اس لیے لیتے ہیں کہ اگر کچھ ہو جائے تو ہم ذمہ دار نہیں ہیں، تو پہلے ہی آپ نے جب کہہ دیا کہ ہم ذمہ دار نہیں ہیں تو پھر پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟

حضورِ انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ آپ آپریشن روم لے جانے سے پہلے ہی مریض کو کہتے ہیں کہ sign (دستخط) کرو، اس وقت تو مریض کی جان نکلنی چاہیے کہ پتا نہیں کہ ڈاکٹر میرے ساتھ کیا کرے گا، مجھ سے کہہ

بقیہ صفحہ نمبر 08 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

تبلیغِ اسلام کے سنہری اصول، داعیانِ الی اللہ کی ذمہ داریاں، حکمتِ تبلیغ، اخلاقِ دعوت، جہاد بالقلم اور مربیانِ سلسلہ کے فرائض

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 12 دسمبر 2025ء بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: اس خطبہ کا مرکزی موضوع کیا تھا؟

جواب: اس خطبہ جمعہ کا مرکزی موضوع تبلیغِ اسلام کے اصول، آداب، حکمت اور داعیانِ الی اللہ کی ذمہ داریاں تھا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآنِ کریم، احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات کی روشنی میں واضح فرمایا کہ تبلیغ صرف بحث و مباحثہ کا نام نہیں بلکہ ایک عظیم روحانی ذمہ داری ہے جس کے لیے علم، اخلاق، دعا، حکمت، صبر اور اللہ تعالیٰ سے تعلق بنیادی شرائط ہیں۔

سوال: حضورِ انور نے تبلیغ کے متعلق کون سی قرآنی آیت پیش فرمائی؟

جواب: حضورِ انور نے سورۃ النحل کی یہ آیت تلاوت فرمائی: اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡھُمۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ (النحل: 126)

ترجمہ: ’’اپنے ربّ کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے ایسے طریق پر بحث کرو جو بہترین ہو۔‘‘

سوال: اس آیت میں تبلیغ کے کون سے بنیادی اصول بیان ہوئے ہیں؟

جواب: اس آیت میں تبلیغ کے تین بنیادی اصول بیان ہوئے: حکمت کے ساتھ تبلیغ، موعظتِ حسنہ یعنی نرم اور دلنشین نصیحت، احسن انداز میں گفتگو اور بحث

حضورِ انور نے فرمایا کہ اگر داعی ان اصولوں کو اپنائے تو تبلیغ اثر پیدا کرتی ہے اور لوگوں کے دلوں تک پہنچتی ہے۔

سوال: حضورِ انور نے سوشل میڈیا کے مبلغین کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ آج کل لوگ سمجھتے ہیں کہ سوشل میڈیا کی وجہ سے تبلیغ بہت آسان ہوگئی ہے، مگر تبلیغ کے بھی آداب اور شرائط ہیں۔ اگر علم، حکمت اور اخلاق نہ ہوں تو الٹا نقصان ہوسکتا ہے اور جماعت پر اعتراضات کا موقع مل جاتا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے صرف زبان جاننے والوں کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ صرف انگریزی یا کسی زبان کا جاننا کافی نہیں بلکہ مبلغ کو: اسلامی تعلیم پر کامل عبور، اعتراضات کے جوابات، روحانی تعلق، اور روح القدس سے تائید حاصل ہونی چاہیے، ورنہ فائدہ سے زیادہ نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔

(ازالۂ اوہام، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 516-517)

سوال: حضورِ انور نے داعی الی اللہ کے لیے کون سی بنیادی شرط بیان فرمائی؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ داعی الی اللہ کو: علم حاصل کرنا چاہیے، اعتراضات کے جواب سیکھنے چاہئیں، اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنا چاہیے، اور اخلاقِ حسنہ اختیار کرنے چاہئیں۔ تبھی تبلیغ صحیح رنگ میں کامیاب ہوسکتی ہے۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبلیغ کے متعلق کیا اصول بیان فرمایا؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ’’لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کرو۔‘‘ یعنی ہر شخص کے فہم، مزاج اور مذہبی پس منظر کے مطابق گفتگو کی جائے۔

(کنز العمال، جلد 5، حدیث 29268)

سوال: حضورِ انور نے مخالفین کی بدزبانی کے مقابل پر کیا ہدایت دی؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ اگر مخالفین سخت زبان استعمال کریں تب بھی احمدی مبلغین کو اخلاق کے دائرہ میں رہنا چاہیے کیونکہ: ’’اگر ہم بھی غلط زبان استعمال کریں گے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہمارے پاس بھی دلیل نہیں۔‘‘

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے سخت الفاظ کے استعمال کے متعلق کیا وضاحت فرمائی؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ جہاں کبھی سختی اختیار کی گئی وہ ذاتی غصہ یا انتقام کے لیے نہیں تھی بلکہ: اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دفاع، فساد روکنے، اور حکمتِ عملی کے طور پر تھی۔

(البلاغ، روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 385)

سوال: حضرت مصلح موعودؓ نے ’’حکمت‘‘ کے کیا معنی بیان فرمائے؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ نے حکمت کے کئی معنی بیان فرمائے: نرمی اور حلم، عقل کے مطابق گفتگو، الٰہی دلائل سے استدلال، جہالت کو دور کرنے والی بات، سچی اور حقیقت پر مبنی گفتگو، موقع و محل کے مطابق کلام

(تفسیر کبیر جلد 4، صفحہ 271-274)

سوال: تبلیغ میں مبالغہ آرائی کے متعلق کیا ہدایت دی گئی؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ تبلیغ میں مبالغہ کی ضرورت نہیں۔ مبلغ کو چاہیے کہ: قرآن کریم، احادیث، اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں سچی بات پیش کرے اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دے۔

سوال: قول و فعل کی مطابقت کیوں ضروری ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اگر مبلغ خود عمل نہ کرے تو اس کی بات اثر نہیں کرتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تبلیغ کی کامیابی کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ:

’’آپؐ کے قول اور فعل میں کامل مطابقت تھی۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 67-68)

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے تبلیغ میں نرمی کی کیا اہمیت بیان فرمائی؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: ’’ایک ہی بات ایک پیرایہ میں دشمن بنا دیتی ہے اور دوسرے پیرایہ میں دوست بنا دیتی ہے۔‘‘

یعنی نرم، محبت بھرے اور حکیمانہ انداز میں بات کرنا تبلیغ کی کامیابی کا راز ہے۔

سوال: حضورِ انور نے ’’جہاد‘‘ کے متعلق کیا وضاحت فرمائی؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ موجودہ زمانہ تلوار کے جہاد کا نہیں بلکہ: قلم، علم، دعا، اور تبلیغ کے جہاد کا زمانہ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: ’’تمہارے قلم کی نوکیں اب تلواروں کی نوکیں ہیں۔‘‘

سوال: جماعت احمدیہ کا اصل تبلیغی مقصد کیا ہے؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ ہمارا مقصد صرف بحث جیتنا نہیں بلکہ: دنیا تک حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانا، حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت واضح کرنا، اور لوگوں کی اصلاح کرنا ہے۔

سوال: مربیان کے متعلق حضورِ انور نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ مربیان کی ذمہ داری صرف تربیت نہیں بلکہ: افراد جماعت کو اللہ تعالیٰ سے جوڑنا، ان کا علم بڑھانا، اور انہیں داعی الی اللہ بنانا بھی ہے۔

سوال: ایک کامیاب مربی کی کون سی صفات بیان ہوئیں؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ کی نصائح کے مطابق کامیاب مربی میں یہ صفات ہونی چاہئیں: تزکیۂ نفس، تہجد کی پابندی، قرآن کریم کا گہرا مطالعہ، ذکرِ الٰہی، توکل علی اللہ، مستقل مزاجی، بدی کے خلاف جرأت، تعلقاتِ عامہ کی صلاحیت، مطالعہ کا شوق، جماعت میں روحانیت پیدا کرنے کی کوشش۔

⁂

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت علی بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ایمان یہ ہے کہ دل سے خدا کی شناخت ہو، زبان سے اس کا اقرار ہو اور اس کے احکام پر عمل ہو۔

(ابن ماجہ باب فی الایمان)

طالب دعا : شیخ صادق علی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبرکوٹ، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا کے حضور اس کی خشیت سے متاثر ہوکر رونا دوزخ کو حرام کر دیتا ہے

اِس بات کو کبھی اپنے دل سے محو نہ کرو کہ خدا تعالیٰ کے حضور اخلاص اور راستبازی کی قدر ہے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 371، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالبِ دُعا : صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مخالفین کے ساتھ دشمنی سے پیش نہیں آنا چاہیے

بلکہ زیادہ تر دعا سے کام لینا چاہیے اور دیگر وسائل سے کوشش کرنی چاہیے۔

(ملفوظات، جلد اول صفحہ 7، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالبِ دُعا : جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

دیں کی نصرت کیلئے اِک آسماں پر شور ہے ۞ اَب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے ۞ جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اِک عالَم دکھاتی ہے

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اگر دِل میں تمہارے شر نہیں ہے ۞ تو پھر کیوں ظنِّ بد سے ڈر نہیں ہے
کوئی جو ظنِّ بد رکھتا ہے عادت ۞ بدی سے خود وہ رکھتا ہے اِرادت

طالب دعا : محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب

حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد: ایمان، اعمالِ صالحہ اور حقیقی مومن

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 10/اگست 2007ء بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: اس خطبہ جمعہ کا مرکزی موضوع کیا تھا؟

جواب: اس خطبہ جمعہ کا مرکزی موضوع حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی، ایمان اور اعمالِ صالحہ کا باہمی تعلق، حقیقی مومن کی صفات، توحیدِ الٰہی کے قیام، مخلوقِ خدا سے ہمدردی، عاجزی، صبر، حسنِ اخلاق اور معاشرتی امن تھا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآنِ کریم، احادیثِ نبویہ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں واضح فرمایا کہ کامل ایمان صرف زبانی دعویٰ نہیں بلکہ ایسے اعمالِ صالحہ کا نام ہے جن میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ بندگانِ خدا کے حقوق کی بھی ادائیگی شامل ہو۔

سوال: حضورِ انور نے خطبہ کے آغاز میں کون سی قرآنی آیت تلاوت فرمائی؟

جواب: حضورِ انور نے سورۃ البقرۃ کی یہ آیت تلاوت فرمائی: وَبَشِّرِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ... (البقرۃ:26)
ترجمہ: ’’اور ان لوگوں کو خوشخبری دے دے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے کہ ان کے لیے ایسے باغات ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔‘‘

سوال: حضورِ انور نے ’’مومن‘‘ کی بنیادی نشانی کیا بیان فرمائی؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ حقیقی مومن وہ ہے جو: اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان رکھتا ہو، اس کے رسولوں، کتابوں، فرشتوں اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ کے خوف اور محبت سے اس کا دل لبریز ہو، اور وہ ہمیشہ ایسے اعمال بجالانے کی کوشش کرے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہوں۔ اسی لیے مومن کی اصل پہچان اعمالِ صالحہ ہیں۔

سوال: اعمالِ صالحہ میں کن حقوق کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ حقیقی اعمالِ صالحہ وہ ہیں جن میں: حقوقُ اللہ کی ادائیگی، اور حقوقُ العباد کی حفاظت دونوں شامل ہوں۔ اگر ایک انسان عبادت تو کرتا ہو مگر بندوں کے حقوق ادا نہ کرے تو اس کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے کامل ایمان کی کیا تعریف بیان فرمائی؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:
’’اس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لیے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی ترکیب سے ظلم نہ کرو...‘‘
(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 11-12)

آپؑ نے فرمایا کہ: تکبر نہ کرو، گالی نہ دو، مخلوق کے ہمدرد بنو، غریبوں سے محبت کرو، اور ظاہر و باطن کو ایک بناؤ۔

سوال: توحید کے قیام کے متعلق حضورِ انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ توحید کا قیام صرف زبانی اقرار سے نہیں ہوتا بلکہ: دل کو غیر اللہ سے پاک کرنا، دنیاوی خواہشات کے بت توڑنا، نماز کو دنیاوی کاموں پر مقدم رکھنا، اور اپنی اولاد کو خدا تعالیٰ سے جوڑنا حقیقی توحید کے عملی تقاضے ہیں۔

سوال: بندگانِ خدا پر رحم کرنے کے متعلق کیا ہدایت دی گئی؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ ایک مومن: کسی انسان پر ظلم نہیں کرتا، زبان، ہاتھ یا کسی تدبیر سے کسی کو تکلیف نہیں دیتا، بلکہ دوسروں کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ’’مومن وہ ہے جس سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں۔‘‘

سوال: مخلوقِ خدا کی بھلائی کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے کیا تعلیم دی؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:
’’مخلوق کی بھلائی کے لیے کوشش کرتے رہو۔‘‘ حضورِ انور نے وضاحت فرمائی کہ: صرف ہمدردی کافی نہیں، بلکہ عملی خدمت بھی ضروری ہے، ضرورت پڑے تو قربانی بھی دو، اور لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرو۔

سوال: آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ نے مخلوق کی خدمت کے کون سے نمونے قائم فرمائے؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ: آنحضرت ﷺ نے نبوت سے پہلے بھی ’’حلف الفضول‘‘ جیسے معاہدوں کے ذریعہ مظلوموں کی مدد کی۔ نبوت کے بعد آپؐ کی پوری زندگی انسانیت کی خدمت سے بھرپور تھی۔
اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ: بیماروں کو مفت دوائیں دیتے، غریبوں کی مدد کرتے، اور شدید مصروفیات کے باوجود مخلوق کی خدمت کے لیے وقت نکالتے تھے۔

سوال: تکبر کے متعلق کیا تعلیم دی گئی؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ: اختیار اور عزت انسان میں عاجزی پیدا کرنی چاہیے، ماتحتوں کو حقیر نہ سمجھو، بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا ’’زمین میں اکڑ کر مت چل۔‘‘ (لقمان:19)

سوال: غلاموں اور ماتحتوں کے حقوق کے متعلق آنحضرت ﷺ نے کیا تعلیم دی؟

جواب: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: غلاموں کو ’’میرا غلام‘‘ یا ’’میری لونڈی‘‘ نہ کہو، بلکہ محبت اور احترام سے ’’میرا لڑکا‘‘ یا ’’میری لڑکی‘‘ کہہ کر پکارو۔ اس سے اسلام میں انسانی عزت اور مساوات کا اعلیٰ معیار ظاہر ہوتا ہے۔

سوال: گالی اور بدزبانی کے متعلق کیا ہدایت دی گئی؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:
’’کسی کو گالی مت دو خواہ وہ تمہیں گالی دیتا ہو۔‘‘ حضورِ انور نے فرمایا کہ: گالی کا جواب گالی سے دینا فساد کو بڑھاتا ہے، جبکہ صبر امن پیدا کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ایسے صبر کرنے والوں کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے نوازتا ہے۔

سوال: صبر کرنے والوں کے متعلق کیا خوشخبری بیان ہوئی؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ: جب انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر صبر کرتا ہے، تو فرشتے اس کی مدد کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ ’’صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔‘‘

سوال: اٰمَنَّا اور اَسۡلَمۡنَا میں کیا فرق بیان کیا گیا؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ: صرف زبانی ایمان کافی نہیں، بلکہ جب اعمالِ صالحہ پیدا ہوں تب حقیقی ایمان پیدا ہوتا ہے۔ ورنہ انسان صرف ہم نے اطاعت قبول کی کے درجے میں رہتا ہے، کامل ایمان والا نہیں بنتا۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے جنت اور اعمالِ صالحہ کے تعلق کو کیسے بیان فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: ایمان ایک باغ کی مانند ہے، اور اعمالِ صالحہ اس باغ کی نہریں ہیں۔ جیسے پانی کے بغیر باغ سرسبز نہیں رہ سکتا، ویسے اعمالِ صالحہ کے بغیر ایمان زندہ نہیں رہ سکتا۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 21)

سوال: جنت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے کیا فلسفہ بیان فرمایا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ: جنت دراصل انسان کے اپنے ایمان اور اعمال کا مجسم ظہور ہے، دنیا میں کیے گئے نیک اعمال آخرت میں روحانی نعمتوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، اور مومن ان نعمتوں کو پہچان لیتا ہے کیونکہ وہ دنیا میں بھی ان کے اثرات محسوس کر چکا ہوتا ہے۔

⁂

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

تمہیں اپنے کاموں کی تکمیل کیلئے اگر کسی کی مدد کی ضرورت ہے تو وہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے جو حقیقی رنگ میں تمہاری مدد کر سکتی ہے، مدد کرنے کی طاقت رکھتی ہے اور مدد کرتی ہے اور یہ بات اتنی اہم ہے کہ ایک حقیقی مومن کو ہر وقت اسے اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ (خطبہ جمعہ 28 نومبر 2014)

طالب دعا: بی۔ ایس۔ عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہم جو احمدی کہلاتے ہیں حقیقی احمدی اُسی وقت بن سکتے ہیں

جب ہم عارضی اور دنیاوی خواہشات اور لذّات کو اپنا مقصد نہ بنائیں

(خطبہ جمعہ مورخہ 05/مئی 2017ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

Our Moto
Your
Satisfaction

MUBARAK TAILORS

کوٹ پینٹ، شیروانی، شلوار قمیض اور vase coat کی سلائی کیلئے تشریف لائیں

Prop. : Hifazat, Sadaqat (Delhi Bazar, Shop No.33) Qadian
Contact Number : 9653456033, 9915825848, 8439659229

JYOTI TIMBER TRADERS

Deals in:Teak,Sal,Piasal,
Gambhari,Accasia etc.

SK ZAHID AHMAD, AT : Kuansh.
P.O/Dist - Bhadrak - 756100 (Odisha)
Mobile No. 9437113564 - 9437185000

طالب دعا: شیخ زاہد احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

Manufacturer and Retailer of Leather Fashion Accessories and Bags.
Specialized in the Desing and Production of Quality & Sale Online Platform
Like Flipkart, Amazon, Meesho. & Product Key Word is "Grizzly Wallet"
6294738647 mygrizzlyindia@gmail.com,Web:www.mygrizzlyindia.com
mygrizzlyindia mygrizzlyindia mygrizzlyindia

طالب دعا: عطاء الرحمٰن (بھاٹی پوٹا، ضلع ساؤتھ 24 پرگنہ) مغربی بنگال

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12600: میں اہیر الشیخ ولد مکرم شہاد علی شیخ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش: 24 جولائی 1986ء پیدائشی احمدی ساکن: ابراہیم پور بھرت پور مرشد آباد ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 03 اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ 0.5500 ایکڑ زمین کھیتی جس کا کھتیان نمبر 1094 ہے۔ ایک دوکان 12 فٹ اور 30 فٹ کی ہے۔ پلاٹ 1025، 658، 771 میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/13,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : قاضی طارق احمد　　العبد : اہیر الشیخ　　گواہ : محمد صغیر عالم

مسل نمبر 12601: میں ناصر الدین ملا ولد مکرم خلیق ملا صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کھیتی باڑی تاریخ پیدائش 23 جنوری 1965 تاریخ بیعت 1974ء ساکن: پولیا وداسناری مرشد آباد ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 01 اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ 68 ڈسمل زمین جس کا کھتیان نمبر 73 ہے۔ میرا گزارہ آمد از کھیتی باڑی ماہوار -/4,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد صغیر عالم　　العبد : ناصر الدین ملا　　گواہ : قاضی طارق احمد

مسل نمبر 12602: میں حبیبر ملا ولد مکرم جاوید احمد ملا صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش 15 اپریل 1962 تاریخ بیعت 1976 ساکن: کمار پور 24 پرنہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12 ستمبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ 1.35 ایکڑ زمین ہے جس کا کھتیان نمبر 2366، 731، 677، 671، 672 ہے میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شہادت حسین ملا　العبد : حبیبر ملا　　گواہ : محمد صیر عالم

مسل نمبر 12603: میں رونہ لیلا زوجہ مکرم عاشق احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 9 اپریل 1985ء پیدائشی احمدی ساکن: اتر حاجی پور ساؤتھ 24 پرگنہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 ستمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کنگن 14 گرام، ہار 10 گرام، کان کی بالی 5 گرام حق مہر -/18,000 روپے۔ 12 مرلہ زمین جس کا کھتیان نمبر 202 ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شہادت حسین راج　　الامۃ : رونہ لیلا　گواہ : محمد صغیر عالم

HOTEL FIRDOUS
SALANDI BY PASS (BHADRAK)
Nearest to Bus Stand & Railway Station
A/C & Non A/C Rooms, Marriage & Confrence Hall, Laundry Facility
Landline : 06784-240620 Mobile : 9078517843, 7852974737
طالب دعا : شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

JYOTI SAW MILL
SK. ZAHOOR AHMAD
IDCO, Plot No.2, At-Ampore
P.O Kenduapada Dist - Bhadrak - 756112 (Odisha)
Mobile No. 9861330620 & 7008841940
طالب دعا : شیخ ظہور احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۶؍دسمبر ۲۰۲۵ء بروز ہفتہ بارہ بجے بعد دوپہر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وجنازہ غائب پڑھائی۔

(نماز جنازہ حاضر)

مکرم سلیم لون صاحب

ابن مکرم محمد اصغر لون صاحب (جلنگھم۔ یوکے)

۴؍دسمبر ۲۰۲۵ء کو ۸۹ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ تنزانیہ میں پیدا ہوئے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، خوش اخلاق، ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں، دو بیٹے اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم سلطان لون صاحب (نیشنل سیکرٹری مال جماعت یوکے) کے والد اور مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب مرحوم (سابق مشنری انچارج یوکے، امریکہ و ایسٹ افریقہ) کے داماد تھے۔

(نماز جنازہ غائب)

(1) مکرم مرزا مسعود احمد صاحب (کینیڈا)

۲۹؍ستمبر ۲۰۲۵ء کو کینیڈا میں ۹۶ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کے والد حضرت مرزا منظور احمد صاحب رضی اللہ عنہ اور دادا حضرت مرزا غلام اللہ صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ مرحوم نے ابتدائی تعلیم قادیان سے حاصل کی۔ ۱۹۴۴ء میں آپ برٹش انڈین نیوی میں بھرتی ہوئے اور پاکستان بننے کے بعد ۱۹۶۷ء تک پاکستان نیوی کا حصہ رہے۔ آپ نے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بھی شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۹۱ء میں آپ کینیڈا چلے گئے۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، بہت دعا گو، خلافت سے پختہ تعلق رکھنے والے، ایمان دار، غریب پرور، ہمدرد اور صلہ رحمی کرنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ جماعتی تاریخ اور خاص طور پر علم الانساب کا بہت گہرا علم رکھتے تھے۔ کینیڈا میں قضاء بورڈ کے ممبر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم فہد احمد سید صاحب (مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا) اور مکرم باسل احمد سید صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ لتھوانیا) کے نانا تھے۔

(2) مکرمہ بشیراں اختر صاحبہ

اہلیہ مکرم ذوالفقار علی صاحب (دار العلوم جنوبی بشیر ربوہ)

۹؍جولائی ۲۰۲۵ء کو ۸۴ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ اپنے سسرال میں اکیلی احمدی تھیں۔ لیکن بڑی مضبوطی اور استقامت کے ساتھ ہمیشہ احمدیت پر قائم رہیں اور اولاد کو بھی احمدیت سے جوڑے رکھا۔ مرحومہ پابند صوم وصلوٰۃ اور تہجد گزار خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم فضل ڈوگر صاحب مرحوم (سابق کارکن جامعہ احمدیہ یوکے) کی ہمشیرہ تھیں۔

(3) مکرم محمد نواز صاحب

ابن مکرم محمد اسماعیل صاحب (چک نمبر ۹۹ شمالی ضلع سرگودھا)

۱۱؍ستمبر ۲۰۲۵ء کو ۵۶ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کو اپنی جماعت میں امام الصلوٰۃ اور نائب صدر کے علاوہ زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، غریب پرور، مہمان نواز، ایک نیک اور ملنسار انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم عتیق احمد صاحب کے چچا تھے۔

(4) مکرمہ شازیہ نوید صاحبہ

اہلیہ مکرم نوید جمیل احمد صاحب (لاہور)

۱۴؍اگست ۲۰۲۵ء کو ۵۴ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی کے ساتھ شامل ہوتی تھیں۔ آپ نے مقامی مجلس میں سیکرٹری تحریکِ جدید اور سیکرٹری وقفِ جدید کے طور پر خدمت کرنے کی توفیق پائی۔ مرحومہ کو جو بھی ٹارگٹ جماعت کی طرف سے دیا جاتا اسے محنت اور لگن کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کرتیں۔ مرحومہ کی اولاد نہیں تھی اس لیے اکثر کہا کرتی تھیں کہ ہم جماعتی کاموں میں ہی دل لگا لیتے ہیں۔ اس لیے جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، ہمدرد، غریب پرور اور دوسروں کے کام آنے والی ایک نیک فطرت خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر اور ایک بہن شامل ہیں۔

(5) مکرمہ ظل ہما صاحبہ

اہلیہ مکرم ظفر اقبال وینس صاحب

(Gaggenau۔ جرمنی)

۳؍اپریل ۲۰۲۵ء کو ۷۴ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ جماعتی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتیں اور جماعتی پروگراموں میں بڑی باقاعدگی سے شامل ہوتی تھیں۔ مرحومہ اپنی لوکل عاملہ میں بطور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق پاتی رہیں۔ جلسہ سالانہ اور نیشنل اجتماعات کے مواقع پر پندرہ سال تک سٹور میں نائب ناظمہ کی ڈیوٹی دیتی رہیں۔ مرحومہ غریبوں کا خیال رکھنے والی، بہت ہمدرد، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، مہمانوں اور عہدیداروں کا احترام کرنے والی اور خلافت سے گہری محبت کرنے والی مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

⁂

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 04 june - 2026 Issue. 23

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 99153 79255
e-mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

خلاصہ خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی عاجزی اور انکساری کے واقعات نیز اپنی جماعت کو عجز و انکسار اختیار کرنے کی نصیحت

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 29 مئی 2026ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی عاجزی اور انکساری کے واقعات اور اپنی جماعت کو عاجزی و انکساری اختیار کرنے کی نصیحت کے متعلق آج کچھ بیان کروں گا۔

آپؑ کی عاجزی کو دیکھتے ہوئے خود اللہ تعالیٰ نے اس کی سند آپؑ کو عطا فرمائی۔ ۱۸/ مارچ ۱۹۰۷ء کو آپؑ کو الہام ہوا کہ تیری عاجزانہ راہیں اُس کو پسند آئیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکّل اور ایثار اور آیات اور انوار کی رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت (مسیح موعودؑ) کی خدمت میں عرض کی کہ حضورؑ نے حقیقۃ الوحی کے لکھنے اور پروفوں کے بار بار پڑھنے میں بہت تکلیف اٹھائی ہے اور اس لیے حضورؑ کی طبیعت بھی خراب ہوتی رہی ہے۔ اس لیے اب چند دن حضورؑ بالکل آرام فرمائیں۔ حضورؑ نے جواب دیا ہماری محنت ہی کیا ہے، ہمیں تو شرم آتی ہے جب صحابہ رضوان اللہ علیہم کی محنتوں کی طرف نگاہ کرتے ہیں کہ کس طرح خوشی کے ساتھ اُن لوگوں نے خدا کی راہ میں اپنے سر بھی کٹوا دیے۔

ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ کم فہم لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مَیں اپنے مدارج کو حد سے بڑھاتا ہوں۔ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری طبیعت اور فطرت میں ہی یہ بات نہیں کہ مَیں اپنے آپ کو کسی تعریف کا خواہش مند پاؤں، اور اپنی عظمت کے اظہار سے خوش ہوں۔ مَیں ہمیشہ انکسار اور گمنامی کی زندگی پسند کرتا رہا لیکن یہ میرے اختیار اور طاقت سے باہر تھا کہ خدا تعالیٰ نے خود مجھے باہر نکالا اور جس قدر میری تعریف اور بزرگی کا اظہار اُس نے اپنے کلام میں جو مجھ پر نازل کیا گیا ہے کیا ہے۔ یہ ساری تعریف اور بزرگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی ہے۔

ایک آسٹریلین نَومسلم محمد عبدالحق صاحب کو آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے اصولوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ تمام تکلّفات جو کہ آج کل یورپ نے لوازمِ زندگی بنا رکھے ہیں اُن سے ہماری مجلس پاک ہے، رسم و عادت کے ہم پابند نہیں...... کھانے پینے اور نشست و برخاست میں ہم سادہ زندگی کو پسند کرتے ہیں۔

ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں:

عاجزی اختیار کرنی چاہیے، عاجزی کا سیکھنا مشکل نہیں ہے، اس کا سیکھنا ہی کیا ہے۔ انسان تو خود ہی عاجز ہے اور وہ عاجزی کے لیے ہی پیدا کیا گیا ہے۔

فرمایا: مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں اور شرم سے بات کرتے ہیں...... اور زمین پر غریبی سے چلتے ہیں۔ سو مَیں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لیے نجات تیار کی گئی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ بعض لوگوں کو جلسے کے دنوں میں آگے کرسیوں پر بیٹھنے کی خواہش ہوتی ہے یا گرین ایریا وغیرہ میں بیٹھنے کی خواہش کی جاتی ہے۔ قریب ہو کر خلیفہ وقت کی بات سننے کے لیے تو یہ خواہش ٹھیک ہے مگر بعض دفعہ اس میں انائیں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔ یہ نہیں ہونی چاہئیں۔ کیونکہ اس سے انتظام کرنے والوں کے لیے مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہیے کہ جب کہیں جاوے تو سب سے نیچی جگہ اپنے لیے تجویز کرے۔ اور اگر وہ کسی اور جگہ کے لائق ہوگا تو میزبان خود اسے بلا کر جگہ دے دے گا۔

فرمایا: کوئی شخص محبتِ الٰہی اور رضائے الٰہی کو حاصل نہیں کر سکتا جب تک دو صفتیں اس میں پیدا نہ ہو جائیں۔ اوّل تکبر کو توڑنا...... دوسرا یہ کہ پہلے تمام تعلقات اس کے ٹوٹ جائیں...... جو موجبِ گندگی اور للّٰہی نا رضامندی کے تھے وہ تمام ٹوٹ جائیں۔

فرمایا: جو بیعت کے ساتھ نفسانیت رکھتا ہے اُسے ہرگز فیض حاصل نہیں ہوتا۔ جس قدر نرمی تم اختیار کرو گے اور جس قدر فروتنی اور تواضع تم کرو گے اللہ تعالیٰ اسی قدر تم سے خوش ہوگا۔

فرمایا: تکبر خدا کے تخت پر بیٹھنا چاہتا ہے۔ پس اس قبیح خصلت سے ہمیشہ پناہ مانگو۔ خدا تعالیٰ کے خواہ تمام وعدے تمہارے ساتھ ہوں مگر تم جب بھی فروتنی کرو کیونکہ فروتنی کرنے والا ہی خدا کا محبوب ہوتا ہے۔

ایک دفعہ حضورؑ سے دریافت کیا گیا کہ حضور! حدیث میں آتا ہے کہ سب نبیوں نے بکریاں چَرائی ہیں۔ کیا کبھی حضورؑ نے بھی چَرائی ہیں؟ حضورؑ نے فرمایا کہ ہاں! مَیں ایک دفعہ باہر کھیتوں میں گیا وہاں ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا۔ اس نے کہا مَیں ایک کام جاتا ہوں آپ ذرا میری بکریوں کا خیال رکھیں۔ مگر وہ ایسا گیا کہ شام کو واپس آیا اور اس کے آنے تک ہمیں اس کی بکریاں چَرانی پڑیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کو گھر کا کوئی کام کرنے سے کبھی کوئی عار نہ تھی۔ چارپائیاں خود بچھا لیتے، فرش کر لیتے۔ بستر اکر لیا کرتے۔ جس طرح کا کھانا بھی ہوتا آپؑ کھا لیا کرتے تھے۔ آپؑ نے کبھی تُو کہہ کر بات نہیں کی، ہمیشہ 'جی' کہہ کر بات کرتے۔ آپؑ میں تکبّر نام کا بھی نہ تھا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب جب نئے نئے دہلی سے علم حاصل کر کے آئے تو اُس زمانے میں حضورؑ کے ساتھ اُن کا ایک مباحثہ ہوا جس میں حضورؑ نے مولوی صاحب سے ابتداء اُن کے عقائد کی بابت سوال کیا۔ جب مولوی صاحب نے اپنے عقائد بتائے تو حضورؑ نے فرمایا کہ مَیں آپ کے عقائد میں کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں پاتا لہٰذا آپ سے بحث کی کوئی ضرورت نہ ہے۔ جو لوگ حضورؑ کو لے کر گئے تھے وہ بہت پریشان ہوئے کہ اس طرح تو ہمیں شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ مگر حضورؑ نے جھوٹی عزّت کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ حضورؑ نے خود فرمایا ہے کہ مولوی صاحب کے عقائد سُن کر، چونکہ اُن میں کوئی قابلِ اعتراض بات نہ تھی، اس لیے خاص اللہ کے لیے بحث کو ترک کیا گیا۔ اُس رات اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا:

تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

آپؑ نے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو لکھے گئے ایک خط میں اپنی نہایت عاجزی کا اظہار فرمایا ہے۔ آپؑ نے لکھا کہ یہ عاجز ایک اُمّی اور جاہل آدمی ہے، نہ عبادت ہے نہ ریاضت ہے۔ نہ علم ہے نہ لیاقت ہے۔ غرض کچھ بھی چیز نہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک امر تھا، اور قطعی و یقینی تھا جو اس عاجز نے پہنچا دیا، ماننا نہ ماننا اپنی اپنی رائے اور سمجھ پر موقوف ہے۔

جب حضورؑ نے مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تو مولوی محمد حسین بٹالوی نے سخت مخالفت کی۔ بڑے ناشائستہ خطوط لکھے۔ اپنے رسالے اشاعۃ السنہ میں بھی آپؑ کے لیے خلافِ تہذیب الفاظ استعمال کرنا شروع کر دیے۔ اس سب کے باوجود حضورؑ نے حلم، تحمّل اور عجز و انکسار کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا۔

ایک خط میں حضورؑ نے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو لکھا کہ مجھے فتح و شکست سے کچھ تعلق نہیں بلکہ عبودیت و اطاعتِ حکم سے غرض ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ اس خلاف میں (مولوی صاحب کی) نیت بخیر ہوگی لیکن میرے نزدیک بہتر ہے کہ آپ اوّل مجھ سے بات چیت کر کے اور میری کتابوں کو یعنی رسالہ ثلاثہ فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام کو دیکھ کر کچھ تحریر کریں۔ مجھے اس سے کوئی غم اور رنج نہیں کہ آپ جیسے دوست مخالفت پر آمادہ ہوں۔ یہ مخالفتِ رائے بھی حق کے لیے ہوگی۔

ایک اَور خط میں آپؑ نے مولوی صاحب کو لکھا کہ میرے خیال میں اخلاق کے تمام حصوں میں سے جس قدر خدا تعالیٰ تواضع اور فروتنی اور انکسار اور ہر ایک ایسے تذلّل کو جو منافی نخوت ہے پسند کرتا ہے ایسا کوئی شعبہ اس کو خُلق کا پسند نہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپؑ کا ہر قول و فعل عاجزی کے اظہار سے بھرا ہوا تھا۔ صرف ایک جستجو تھی اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو، اس کی وحدانیت کو دنیا میں پھیلایا جائے۔ ہمیں بھی حضورؑ نے یہی نصیحت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad